۱

۱

1.1 حلیہءمبارک

حضرت حسنؓ حضور پاک ﷺ کے وصال کے وقت ۷ سال کے تھے آپ نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے حضور ﷺ کا حلیہ مبارک دریافت کیا تو انہوں نے اس طرح بیان کیا۔

آپؐ اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے بھی شاندار تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے رتبے والے تھے۔آپ کا چہرہ مبارک چودھویں چاند کے طرح چمکتا تھا۔آپ کا قد مبارک بالکل درمیانے والے سے کسی قدر لمبا تھا۔لیکن زیادہ لمبے قد والے سے چھوٹا تھا۔سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ بال مبارک کسی قدر بل کھائے ہوئے تھے۔ مانگ اگر خود نکل آتی تو رہنے دیتے یا اگر کنگھی ہوتی تو نکال لیتے۔ جب بال زیادہ ہوتے تو کان کی لو سے بڑھ جاتے تھے۔

آپؐ کا رنگ نہایت چمکدار تھا اور پیشانی کشادہ تھی آپ کے ابرو خمدار باریک اور گنجان تھے اور جدا جدا تھے۔ان کے درمیان ایک رگ تھی جو غصّہ کے وقت ابھر جاتی تھی آپ کی ناک بلندی مائل تھی جس پر چمک اور نور تھا۔

آپؐ کی داڑھی مبارک بھرپور اور گنجان تھی۔آپ کی پتلی مبارک نہایت سیاہ تھی۔ رخسار مبارک ہموار اور ہلکے تھے گوشت لٹکے ہوئے نہیں تھے۔آپ کا دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا اور دندان مبارک باریک اور آبدار تھے۔اور سامنے کے دانتوں میں ذرا ذرا فصل تھا۔ سینے سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔ دونوں چھاتیاں اور پیٹ بالوں سے خالی تھا۔البتہ دونوں بازوں اور کندھوں اور سینہ کے بالائی حصہ پر بال تھے۔آپ کی گردن مبارک رنگ میں چاندی جیسی صاف اور شفاف اور خوبصورتی میں مورتی کی طرح تراشی ہوئی تھی۔

پیٹ اور سینہء مبارک ہموار تھے لیکن سینہء مبارک فراخ اور چوڑا تھا۔اور مونڈھوں کے درمیان کچھ زیادہ فاصلہ تھا۔تمام اعضا نہایت معتدل اور پر گوشت تھے اور بدن گٹھا ہوا تھا۔جوڑوں کی ہڈیاں قوی اور بڑی تھیں۔آپ کے بدن کا ڈھکا ہوا اور کھلا ہوا دونوں حصے روشن اور چمکدار تھے۔

ہتھیلیاں فراخ اور دونوں قدم گداز اور پر گوشت تھے۔ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔
آپ کی کلائیاں لمبی تھیں۔

آپ کے تلوے قدرے گہرے تھے۔قدم ہموار تھے کہ پانی ان کے صاف ستھرے اور چکنے ہونے کی وجہ سے ان پر ٹھہرتا نہیں تھا۔فوراً ڈھل جاتا تھا۔آپؐ جب چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے اور آگے کو جھک کر تشریف لے جاتے۔قدم زمین پر آہستہ پڑتا زور سے نہیں پڑتا تھا۔آپؐ تیز رفتار تھے اور کشادہ قدم تھے۔جب آپ چلتے تو ایسا لگتا گویا ڈھلان پر اتر رہے ہوں اور جب کسی سے بات کرتے تو پورے بدن سے پھر کر توجہ فرماتے آپؐ کی نگاہیں نیچی رہتیں اور بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ تھیں۔اور عادت شریفہ عموماً گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی اور شرم وحیا سے پوری آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے۔چلنے میں صحابہؓ کو آگے کر دیتے اور خود پیچھے رہ جاتے اور جس سے ملتے سلام میں پہل فرماتے۔

1.2 صفات عالیہ

حضرت ہند بن ہالہ نے مزید فرمایا:

آپؐ مسلسل غمگین اور فکرمند رہتے کسی گھڑی آپؐ کو چین نہ تھا۔اور اکثر خاموش رہتے بلاضرورت گفتگو نہ فرماتے تھے اور کلام منہ بھر کر ہوتا (نہ کہ نوک زبان سے جیسا کہ متکبّرین کا طریقہ ہے) آپؐ کا کلام جامع ہوتا الفاظ کم اور معنی زیادہ ہوتے۔آپؐ کا کلام ایک دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا نہ اس میں فضول باتیں ہوتیں اور نہ ضرورت سے اتنی کم کہ مطلب واضح نہ ہو۔

آپؐ نرم مزاج تھے اور کسی کی تذلیل نہ فرماتے اور اللہ پاک کی چھوٹی سے چھوٹی نعمت کو بڑا سمجھتے لیکن اتنی تعریف بھی نہ فرماتے کہ حرص کا شبہ ہو۔

جب کوئی حق کے آڑے آتا تو پھر کوئی آپؐ کے غصہ کی تاب نہ لا سکتا تھا یہاں تک کہ آپؐ اسکا بدلہ لے

لیتے۔دنیاوی امور پر آپؐ کو کبھی غصہ نہیں آیا۔اپنی ذات کے لئے نہ کسی پر ناراض ہوتے نہ انتقام لیتے۔جب کسی سے ناراضگی کا اظہار فرماتے تو اس سے چہرہ انور پھیر لیتے۔اور توجہ ہٹا لیتے۔جب خوش ہوتے تو حیا سے آنکھیں جھکا لیتے۔آپؐ کی ہنسی آپؐ کا تبسم ہوتا اس وقت آپؐ کے دندان مبارک اولے کی طرح سفید اور چمکدار ظاہر ہوتے۔

جناب حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جب امام حسینؓ سے حضورﷺ کی صفات اور حلیہ مبارک کا ذکر کیا تو انہوں نے یہ سب کچھ پہلے ہی معلوم کر لیا تھا۔چنانچہ حضرت علیؓ نے ان سے اس طرح بیان کیا۔

حضورؐ نے اپنے اوقات مبارکہ تین حصوں میں تقسیم فرمائے تھے۔

(۱) اللہ کی عبادت کیلئے (یعنی نماز وغیرہ کیلئے)

(۲) اہل خانہ کیلئے (مثلاً ان سے ہنسنا بولنا ان کے حالات معلوم کرنا اور ان کے ساتھ نشست وغیرہ)

(۳) اپنی ضروریات اور آرام کیلئے ' اس کے بھی دو حصے تھے جو اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم تھے۔

(۱) ذاتی معاملات

(۲) امت کے معاملات۔ عوام وخواص دونوں کیلئے

اہل علم اہل فضل کو حاضری کی اجازت میں ترجیح عطا فرماتے۔حاجت مندوں کی بات سنتے اور انکو پورا کرنے میں لگ جاتے اور ان کو ایسے امور میں مشغول فرماتے جو ان کیلئے اور پوری امت کے لئے مفید ہوں۔

حاضرین سے فرماتے کہ یہ مفید باتیں غائبین تک پہنچا دیں اور یہ بھی فرماتے جو مجھ سے اپنی ضرورتوں کا اظہار نہیں کر سکتے ہیں تم لوگ انکی ضرورتیں مجھ تک پہنچا دیا کرو اس لئے کہ جو شخص بادشاہ تک ایسے شخص کی حاجت پہنچائے جو خود نہیں پہنچا سکتا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو ثابت قدم رکھیں گے حضورﷺ کی مجلس میں ضروری اور مفید باتوں کا تذکرہ رہتا اور لایعنی اور فضول باتیں سننا گوارا نہیں کرتے۔

صحابہؓ حضورﷺ کی خدمت میں دینی امور کے طالب بن کر حاضر ہوتے اور کچھ نہ کچھ سیکھ کر ہی واپس ہوتے اور آپ کی مجلس سے ہدایت اور خیر کے لئے مشعل اور رہنما بن کر نکلے

حضرت حسینؓ مزید فرماتے ہیں کہ انکے والد نے فرمایا:

آنے والوں کا حوصلہ بڑھاتے ان کو مانوس کرتے ڈرادھمکا کر وحشت پیدا نہ کرتے۔ ہر قوم کے بڑوں کا اکرام فرماتے اور اپنی طرف سے انہیں انکی قوم کا سردار مقرر فرماتے۔ لوگوں کو نقصان دہ امور اور عذاب الٰہی سے بچنے کی تاکید فرماتے اور خود اپنوں کی بھی دوسروں کے شر سے حفاظت فرماتے۔ لیکن اس سب کے باوجود آپ کی خوش خلقی اور خندہ پیشانی میں کوئی کمی نہیں آتی۔

اپنے صحابہ ؓ کی خبر گیری فرماتے اور آپس کے معاملات کی تحقیق کے بعد ان کی اصلاح فرماتے۔ اچھی بات کی تعریف فرما کر اسے قوت عطا فرماتے اور بری بات کی برائی بتا کر اسے روک دیتے۔ ہر معاملہ میں اعتدال اور میانہ روی اختیار فرماتے اور جو بات کرتے وہ پکی اور صحیح ہوتی یہ نہیں کہ کبھی کچھ کبھی کچھ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہونے والے بہترین لوگ ہوتے اور ان میں بھی افضل وہی ہوتا جو ہر ایک کا بھلا چاہنے والا ہو اور غم گساری اور مدد کرنے والا ہو۔

جناب علی مرتضیٰؓ نے امام حسینؓ کے پوچھنے پر آپؐ کی نشست و برخاست کے متعلق کچھ اس طرح فرمایا:

آپؐ کی نشست و برخاست اللہ کے ذکر کے ساتھ ہوتی تھی محفل میں اپنے لئے کوئی جگہ مخصوص نہیں فرماتے اور دوسروں کو بھی جگہ مخصوص کرنے سے منع فرماتے اور جہاں جگہ ملتی وہیں تشریف رکھتے اور اسی کا لوگوں کو حکم فرماتے کہ جہاں جگہ مل جائے بیٹھ جاؤ حاضرین مجلس میں سے ہر ایک کا خیال فرماتے اور حق ادا کرتے۔

آپؐ کی محفل میں بیٹھنے والا ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ حضور ﷺ میرا سب سے زیادہ اکرام فرما رہے ہیں جو بھی آپ کے پاس کسی کام سے بیٹھتا یا کھڑا ہوتا تو آپؐ انتظار فرماتے کہ وہ خود ہی چلا جائے۔ اگر کوئی کسی چیز کا سوال کرتا اور آپؐ کے پاس ہوتی تو عنایت فرمادیتے ورنہ نرمی سے جواب دیتے اور آپؐ کی خوش خلقی و خندہ پیشانی سب کے لئے عام تھی اور شفقت میں والد جیسا معاملہ فرماتے لیکن حق بات میں ہر ایک آپؐ کے نزدیک برابر تھا۔

آپؐ کی مجلس سے حلم، حیا، صبر و امانت جیسی صفات سیکھی جاتی تھیں نہ شور وشغل ہوتا نہ کسی کی بے عزتی آپ کی مجلس میں سب محتاط ہو کر بیٹھتے اور لغزش نہیں ہوتی اور اگر ہو جاتی تو پھر اس کا تذکرہ نہیں ہوتا ہر ایک دوسرے کے ساتھ تواضع سے پیش آتا جہاں بڑوں کی تعظیم چھوٹوں پر شفقت حاجت مند اور اجنبی مسافر کی خبر گیری کی جاتی۔

جب آپؐ گفتگو فرماتے تو حاضرین مجلس اس طرح گردن جھکا کر بیٹھتے کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں اور دوران گفتگو کوئی نہ بولتا، آپؐ کے سامنے کوئی جھگڑا نہ ہوتا اور حاضرین کسی بات پر ہنستے تو آپؐ بھی تبسم کے ساتھ ان میں شریک ہو جاتے۔ گویا آپؐ ان سے الگ تھلگ نہیں بلکہ انکے شریک حال رہتے۔

اجنبی مسافر جیسے اعرابی وغیرہ کی سخت گفتگو بلکہ بدتمیزی کے سوال پر صبر فرماتے۔ بعض صحابہؓ اجنبی مسافروں کو آپؐ کی مجلس میں لے آتے تاکہ ان کے سوالات سے اپنی معلومات میں اضافہ کرسکیں۔

اگر کوئی آپ کے احسان کے بدلہ میں بطور شکریہ آپ کی تعریف کرتا تو آپ اسکو گوارا فرماتے اور سکوت اختیار کرتے اس لئے کہ احسان کا شکریہ اس پر ضروری تھا۔ (یعنی وہ گویا اپنا فرض ادا کر رہا ہے اس لئے روکنا نہیں چاہئے)۔

۲

مکّی دور کی عظیم جدو جہد

2.1 حضورﷺ کی دل سوزی اور اصول تبلیغ و دعوت اسلام

2.2 چچا ابو طالب کا حضورﷺ سے مطالبہ اور آپ کا جواب

2.3 نمائندہ قریش عتبہ بن ربیعہ کی حضورﷺ کی خدمت میں حاضری اور دل سے قبول اسلام لیکن زبان سے انکار

2.4 حضرت حکم بن کیسانؓ کا حضورؐ کی محنت کے نتیجہ میں قبول اسلام

2.5 حضرت ابو بکر صدیقؓ کا کسی ہچکچاہٹ اور تردّد کے بغیر ایمان لانا

2.6 حضرت عمر فاروقؓ کا حضورﷺ کو قتل کے ارادے سے نکلنا اور حضورﷺ کی ہاتھ پر ایمان لانا

2.7 حضرت عثمان ابن عفانؓ کا نبی کریمﷺ سے کلمہ سن کر کانپ جانا اور ایمان لانا

2.8 حضرت علی ابن ابی طالبؓ کا دس سال کی عمر میں قبول اسلام اور حضورﷺ کے حکم پر بنو ہاشم کے لئے کھانا تیار کرنا اور سب کے سامنے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرنا

2.9 حضرت عمرو بن عبسہؓ کا اسلام لانے والوں میں چوتھا نمبر

2.10 حضرت خالد بن سعیدؓ کا خواب دیکھ کر ایمان لانا اور والد کی سختیاں اور اس کا انجام

2.11 حضرت ضمادؓ طبیب و حکیم کی حضورﷺ کو علاج کی پیشکش۔ حضورﷺ کا جواب اور ان کا قبول اسلام

2.12 حضرت حصین ابو عمرانؓ کی حضورﷺ کو نصیحت۔ آپ کا جواب اور حصین کا قبول اسلام

2.13 حضرت ذا الجوشن ضبائیؓ کا فتح مکہ کی شرط پر اسلام لانا

2.14 حضرت بشیرؓ بن خصامیہ کا قبول اسلام

2.15 عمر بن ہشام۔ ابو جہل دل سے اقرار اور زبان سے انکار

2.16 ولید بن مغیرہ کا حضورﷺ سے قرآن سن کر دل کا نرم ہونا اور ابو جہل کا بہکانا

2.17 حضرت ایاس بن معاذؓ مدینہ منورہ کے سب سے پہلے مسلمان کے ایمان لانے کا واقعہ

2.18 ابولہب بن عبدالمطلب حضورﷺ کی مخالفت میں حد سے گذر جانا

2.19 حضرت میسرہؓ بن مسروق عبسی کی ایمان لانے میں دس سال کی تاخیر

2.20 تین کافروں غطریف بن سہلؓ غطفان بن سہلؓ اور عروہ بن عبداللہؓ کا حضورﷺ کی طرف سے لڑنا اور حضورﷺ کی دعا پر مسلمان ہو جانا

2.21 مہانان۔ دوڈا کوؤں کو حضورﷺ کی دعوت اسلام اور ان کا اسلام قبول کرنا

2.22 مصعب بن عمیرؓ پہلے استاد مدینہ

مکّی دور کی عظیم جدوجہد

2.1 حضورﷺ کی دل سوزی اور اصول تبلیغ و دعوتِ اسلام

نبی کریمﷺ نے مکّی دور میں تبلیغ دین کے لئے جو عظیم جدوجہد فرمائی اس کی ایک جھلک مندرجہ ذیل واقعات میں ملتی ہے۔ ان میں کچھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضورﷺ کی دعوت پر لبیک کہا اور وہ بدقسمت بھی جنہوں نے اس دعوت کو رد کر دیا۔ منکرین حق کے انجام میں غور وفکر کرنے والوں کے لئے ایک بہت بڑا سبق ہے اور عبرت بھی۔ اس لئے ہم نے جہاں ابوبکرؓ وعمرؓ جیسے عظیم انسانوں کا ذکر کیا ہے۔ وہیں ابوجہل اور ابولہب جیسے متکبرین اور منکرین کا بیان بھی ہے۔ سب سے عجیب وغریب معاملہ حضرت ابوطالب کا ہے جن کے ذکر سے اس باب کو شروع کر رہے ہیں۔ حضورﷺ کس دل سوزی سے لوگوں کو بلاتے تھے اس کی گواہی تو خود خالق کائنات نے دی کہ ''اے پیغمبر کیا آپ اس غم میں اپنے کو ہلاک کرلیں گے کہ یہ ایمان نہیں لاتے''

جب حضورﷺ کو اللہ نے غالب فرمایا تو بھی نبی کریمﷺ کا اصول تبلیغ یہی رہا چنانچہ خیبر کے موقع پر جب حضورﷺ نے علیؓ کو جھنڈا عنایت فرمایا تو علیؓ نے حضورﷺ سے فرمایا کہ کیا ان سے میں اس لئے جنگ کروں کہ وہ ہمارے جیسے ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا کہ تم اطمینان سے چلتے رہو یہاں تک کہ میدان میں پہنچ جاؤ پھر ان کو اسلام کی دعوت دو اور حقوق اللہ جو ان پر واجب ہیں وہ بتاؤ۔ واللہ! ہمارے ذریعہ اللہ پاک ایک شخص کو ہدایت دے دیں یہ تمہارے لئے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تمہیں سرخ اونٹ مل جائیں۔

جب حضورﷺ کوئی لشکر روانہ فرماتے تو حکم فرماتے انہیں مانوس کرو اور جب تک ان کو دعوت اسلام نہ دے لو نہ ان پر حملہ کرو اور نہ چھاپہ مارو۔ روئے زمین پر جتنے کچے مکان ہیں ان میں رہنے والوں کو تم مسلمان بنا کر میرے پاس لے آؤ یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ تم ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بناؤ اور مردوں کو قتل کرو۔

2.2 چچا ابوطالب کا حضورﷺ سے مطالبہ اور آپؐ کا جواب

حضرت عبدالمطلب نے اپنے انتقال کے وقت جب حضور پاکﷺ کی عمر شریف ۸ سال تھی آپؐ کو حضرت ابوطالب کی سرپرستی میں دے دیا۔ جس طرح ابوطالب نے اپنے پیارے بھتیجے سے محبت کی اور انکی خاطر تکالیف برداشت کیں کہ پیشانی پر کبھی بل بھی نہ آیا اسکی مثال تاریخ انسانی میں کم ملے گی۔ حضرت ابوطالب کا انتقال جب ہوا وہ نبوت کا دسواں سال تھا اور آپ کو نبو ہاشم کی طرف سے جو حفاظت حاصل تھی وہ اس لئے ختم ہوگئی کہ ابوطالب کے انتقال پر ابولہب قبیلہ کا سردار بن گیا۔

ابوطالب نے حضورﷺ سے کہا ''اے میرے بھتیجے! تمہاری قوم کے لوگوں نے میرے پاس آکر یوں کہا۔ اب تم میری جان پر اور اپنی جان پر ترس کھاؤ اور مجھ پر وہ بوجھ نہ ڈالو کہ جس کو میں اٹھا سکوں اور نہ تم۔ لہٰذا تم ان لوگوں کو وہ باتیں کہنی چھوڑ دو جوان کو پسند نہیں۔

یہ سن کر آپؐ کو گمان ہوا کہ آپؐ کے بارے میں چچا کے خیالات میں تبدیلی آچکی ہے اور وہ آپ کا ساتھ چھوڑ کر آپؐ کو قوم کے حوالے کردینگے اور ان میں آپؐ کا ساتھ دینے کی ہمت نہیں رہی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا ''اے میرے چچا! اگر سورج میرے دائیں اور چاند میرے بائیں ہاتھ میں رکھ دیا جائے تو بھی میں اس کام کو نہیں چھوڑونگا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو غالب کردیں یا اس میں میری جان چلی جائے'' اتنا کہہ کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور آپؐ رو دیئے۔

دوسری روایت میں یہ آیا ہے کہ آپؐ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا:

''جس کام کو دے کر مجھے مبعوث کیا گیا ہے اس کو چھوڑنے کی میں قدرت نہیں رکھتا جیسے کہ تم میں سے کوئی سورج سے آگ کا شعلہ لانے کی قدرت نہیں رکھتا۔

حضرت مسیّبؓ سے روایت ہے کہ جب ابوطالب کی موت کا وقت قریب آیا تو حضورﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ ابوجہل پہلے وہاں موجود تھا۔ (بلکہ وہ کود کر ان کے اور قریب ہوگیا کہ حضورﷺ مرتے وقت ان کے قریب نہ ہوجائیں)۔ آپؐ نے فرمایا اے میرے چچا **لا الہ الا اللہ** پڑھ لیں کہ اللہ کے سامنے آپ کی سفارش کرسکوں۔ اس پر ابوجہل اور عبداللہ ابن ابی امیہ نے کہا ابوطالب کیا عبدالمطلب کا دین چھوڑنے لگے ہو؟

اور دونوں اسی بات کو بار بار دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ ابو طالب کے زبان سے یہ نکلا کہ میں عبدالمطلب ہی کے دین پر ہوں آپ نے فرمایا جب تک مجھ کو منع نہ کیا جائے گا میں آپ کے لئے ضرور استغفار کرونگا۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(سورۃ التوبہ آیت ۱۱۳)

ترجمہ: لائق نہیں نبی کو اور مسلمانوں کو کہ بخشش چاہیں مشرکوں کی اور اگر چہ وہ ہوں قرابت والے جبکہ کھل چکا ان پر کہ اہل دوزخ ہیں۔اور یہ آیت نازل ہوئی

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ۔۔۔۔۔۔ (سورۃ القصص ۵۶)

ترجمہ: آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے۔مگر وہ ہدایت پاتا ہے جسے اللہ چاہتا ہے۔اور اللہ جانتا ہے جو ہدایت پانے والے ہیں۔

عروہ بن زبیر کی روایت ہے کہ ابو طالب کے انتقال کے بعد قریش کی ایذا رسانی اور سختیاں بہت زیادہ بڑھ گئیں۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ نے فرمایا! اے میرے چچا۔آپ کی کمی بہت جلد محسوس ہونے لگی۔

2.3 نمائندہ قریش عتبہ بن ربیعہ کی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری اور دل سے قبول اسلام لیکن زبان سے انکار

عتبہ اور شیبہ جو ربیعہ کے بیٹے ہیں یہ وہی دونوں بھائی ہیں جنکے انگور کے باغ میں حضور ﷺ نے طائف سے واپسی پر آرام فرمایا تھا۔ جنگ بدر میں یہ جنگ نہیں چاہتے تھے لیکن ابو جہل کے بھڑکانے میں آگئے اور پہلا شخص عتبہ تھا جو جنگ بدر میں حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن قریش نے مشورہ کیا کہ ایسے بندے کی تلاش کرو جو تم میں سب سے بڑا جادوگر اور کاہن اور شاعر ہو تا کہ وہ اس آدمی (حضور پاک ﷺ) کے پاس جائے جس نے ہم میں پھوٹ ڈال دی اور معاشرہ کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور ہمارے دین میں بہت سے عیب نکالے ہیں۔ وہ جا کر ان سے کھل کر بات کرے اور دیکھے وہ کیا جواب دیتے ہیں انہوں نے کہا عتبہ بن ربیعہ سے بہتر کوئی آدمی نہیں وہ عالم بھی تھا

شاعر بھی اور صاحب الرائے بھی۔

عتبہ حضور پاک ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ بہتر ہیں یا (آپ کے والد) عبداللہ؟ آپ خاموش رہے۔ پھر اس نے کہا عبدالمطلب؟ آپ پھر خاموش رہے۔اگر آپ کا خیال ہے کہ یہ لوگ آپ سے بہتر تھے تو یہ ان خداؤں کی عبادت کرتے تھے جن میں آپ عیب نکالتے ہیں اور اگر آپ کا خیال ہے کہ آپ ان سے بہتر ہیں تو آپ یہ بات ہمیں سمجھائیں ہم آپ کی بات سنتے ہیں۔اللہ کی قسم! ہم نے ایسا کوئی نوجوان نہیں دیکھا جو اپنی قوم کے لئے (نعوذ باللہ) آپ سے زیادہ منحوس ثابت ہوا ہو۔آپ نے ہم میں پھوٹ ڈالدی ہمیں پارہ پارہ کر دیا اور ہمارے دین میں بہت سے عیب نکالے اور سارے عرب میں ہمیں رسوا کر دیا۔ یہاں تک مشہور ہوا کہ قریش میں ایک جادوگر ہے اور نجومی ہے اللہ کی قسم (ہمارے تعلقات آپس میں اتنے خراب ہو چکے ہیں کہ) ہم اس انتظار میں ہیں کہ حاملہ عورت کی طرح ایک چیخ سنائی دے اور ہم سب ایک دوسرے پر تلواریں لے کر ٹوٹ پڑیں اور ایک دوسرے کو ختم کر دیں۔ اے شخص! اگر آپ کو (مال کی) ضرورت ہے۔تو ہم آپ کے لئے اتنا مال اکٹھا کر دیں گے کہ آپ قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہو جائیں۔اور اگر عورتوں کی خواہش ہے تو آپ اپنے لئے عورتیں پسند کرلیں ہم ایک کیا دس سے شادی کرا دینگے۔آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی بات کہہ چکے تو عتبہ نے کہا جی ہاں اس پر حضور ﷺ نے سورۃ حم السجدہ کی پہلی ۱۳ آیتیں تلاوت کی۔

حٰمٓ ۞ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔۔۔۔۔۔(حم السجدہ: ۱ تا ۱۳)

جب آپ ﷺ تیرویں آیت ''پھر اگر وہ روگردانی کریں تو تو کہہ دے میں نے خبر سنادی تم کو ایک سخت عذاب کی جیسے عذاب آیا تھا عاد و ثمود'' پر پہنچے تو اس نے گھبرا کر اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے منہ مبارک پر رکھ دیا اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر کہا بس کیجئے بس کیجئے۔کیا اسکے علاوہ اور کوئی بات نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔

چنانچہ عتبہ قریش کے پاس واپس آیا اور گھر جا کر بیٹھ گیا۔اب ابو جہل نے کہا اللہ کی قسم عتبہ محمد ﷺ کی طرف مائل ہو گیا ہے اور اسے محمد ﷺ کا کھانا پسند آ گیا اور یہ اس نے اس وجہ سے کیا کہ وہ غریب ہو گیا ہے چلو اس کے پاس چلتے ہیں۔ابو جہل نے کہا ہم تمہارے پاس اس وجہ سے آئے ہیں کہ تم محمد ﷺ کی طرف مائل ہو گئے ہو اور تمہیں ان کی بات پسند آ گئی ہے۔اگر تمہیں مال کی ضرورت ہے تو ہم اتنا مال جمع کر دیں گے کہ تمہیں محمد ﷺ کے مال

کی ضرورت نہیں رہے گی اس پر عتبہ طیش میں آ گیا اور قسم کھا کر کہا کہ وہ کبھی محمد سے بات نہیں کریگا۔ اور کہا تمہیں معلوم ہے کہ میں قریش کا سب سے مال دار شخص ہوں لیکن بات یہ ہے کہ میں محمد ﷺ کے پاس گیا تھا پھر عتبہ نے پورا واقعہ سنا دیا اور کہا کہ اللہ کی قسم! محمد ﷺ نے میری بات کا ایسا جواب دیا جو نہ جادو ہے نہ شعر ہے اور نہ کہانت ہے اور انہوں نے یہ آیات (سورۃ حم سجدہ) پڑھ کر سنائیں۔ جب وہ تیرویں آیت پر پہنچے تو میں نے انہیں رشتہ داری کا واسطہ دے کر انکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ بس کریں اور تم جانتے ہو محمد ﷺ جب کوئی بات کرتے ہیں تو غلط نہیں ہوتی تو مجھے ڈر ہوا کہ تم پر کہیں عذاب نازل نہ ہو جائے۔

دوسری روایت میں یہ مزید آیا ہے کہ عتبہ نے کہا:

''انہوں نے مجھے ایسا کلام سنایا کہ اللہ کی قسم میرے کانوں نے ویسا کلام کبھی نہیں سنا۔ مجھے کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ اس کا کیا جواب دوں۔ اے قریش! آج تم میری بات مان لو کہ اس شخص کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ کیونکہ واللہ وہ جس کام پر لگے ہیں وہ اسے چھوڑنے والے نہیں۔ اگر وہ عربوں (غیر قریش) پر غالب آ گئے تو ان کی برتری تمہاری برتری ہوگی اور ان کی عزت تمہاری عزت ہوگی اور اگر عرب ان پر غالب آ گئے تو تمہارا مقصد حاصل ہو جائے گا''۔ اس پر قریش نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے اے ابوالولید! تم بھی بے دین ہو گئے ہو۔

2.4 حضرت حکم بن کیسان رضی اللہ عنہ کا حضور ﷺ کی محنت کے نتیجے میں قبول اسلام

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے حکم بن کیسان کو گرفتار کیا تو امیر لشکر نے انہیں موت کی سزا دینے کا ارادہ کیا لیکن میں نے کہا کہ انہیں حضور ﷺ کی خدمت میں لے جاتے ہیں وہ جیسا حکم فرمائیں۔

حضور ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور بہت دیر تک دیتے رہے جب زیادہ دیر ہوگئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ اس سے کس امید پر بات کر رہے ہیں یہ کبھی مسلمان نہیں ہوگا اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو اس کی گردن اڑا دی جائے۔ لیکن حضور ﷺ نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی یہاں تک کہ حکم رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں نے انہیں مسلمان ہوتے دیکھا تو خیالات نے مجھے گھیر لیا اور میں نے دل میں کہا کہ جس کو حضور ﷺ زیادہ جانتے ہیں میں اس میں کیوں کر جسارت کر بیٹھتا ہوں۔ پھر میں نے سوچا کہ میں نے یہ بات اللہ اور رسول کی خیر خواہی میں کی تھی۔

حضور پاک ﷺ نے ان کے اسلام قبول فرمانے پر اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا اگر ان کے بارے میں تمہاری بات مان کر انہیں قتل کر دیا جاتا تو یہ دوزخ میں چلا جاتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حکم رضی اللہ عنہ بہت خوب مسلمان ہوئے اور اللہ کے راستے میں بیر معونہ کے موقع پر شہادت سے سرفراز ہوئے اس حال میں کہ حضور ﷺ ان سے راضی تھے اور جنت میں داخل ہوئے۔

2.5 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کسی ہچکچاہٹ اور تردّد کے بغیر ایمان لانا

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حضور ﷺ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے عرض کیا اے محمد ﷺ! قریش جو کچھ کہہ رہے ہیں کیا وہ صحیح ہے کہ آپ ﷺ نے ہمارے معبودوں کو چھوڑ دیا ہے اور آپ نے ہمیں بے وقوف بنایا ہے اور ہمارے آباؤاجداد پر کفر کا الزام لگایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں یہ سب صحیح ہے۔ میں بے شک اللہ کا رسول اور نبی ہوں۔ اللہ نے مجھے معبوث فرمایا تاکہ میں اس کا پیغام پہنچاؤں میں تمہیں یقین کے ساتھ اللہ کی دعوت دیتا ہوں اور حق یہی ہے۔ اے ابوبکر! میں تم کو اللہ کی دعوت دیتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں اسکے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور اس کی اطاعت کرتے رہو۔ اس کے بعد آپ نے قرآن پڑھ کر سنایا۔ حضرت ابوبکر اسلام لے آئے اور بت پرستی چھوڑ دی اور ایمان کے ساتھ واپس ہوئے۔

دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جس کو بھی اسلام کی دعوت دی وہ ضرور ہچکچایا اور کچھ دیر سوچ کر اسلام قبول کیا لیکن ابوبکر نہ ہچکچائے نہ تردّد میں پڑے اور فوراً اسلام لے آئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے آپ ﷺ اس قدر خوش ہوئے کہ کوئی بھی مکہ کی ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان جن کو اخشبین کہتے ہیں آپ سے زیادہ خوش نہ تھا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ واپس لوٹے اور دوسرے دن حضور ﷺ کی خدمت میں عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو لے کر حاضر ہوئے جو سب مشرف با اسلام ہوئے۔ اور دوسری روایت میں ہے حضرت عثمان بن مطعون رضی اللہ عنہ عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ابن عوف۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اور ارقم بن ابوالارقم رضی اللہ عنہ کو حاضر کیا اور یہ سب حضور ﷺ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔

2.6 حضرت عمر فاروقؓ کا حضورﷺ کو قتل کے ارادے سے نکلنا اور حضورﷺ کے ہاتھ پر ایمان لانا

عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور پاکﷺ نے یہ دعا مانگی کہ ''اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطابؓ یا ابو عمر بن ہشام کے ذریعہ قوت عطا فرما۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپکی دعا حضرت عمر بن خطابؓ کے حق میں قبول فرمائی اور اسلام کی بنیادوں کا مضبوط کرنے کا اور بت پرستی کی عمارت کے ڈھ جانے کا ذریعہ بنایا۔

ثوبانؓ کی حدیث سے ماخوذ استباق کچھ اس طرح ہے۔

عمرؓ نکلے تو تھے کہ حضور پاکﷺ کو شہید کر دیں۔ لیکن پہلے اپنی ہمشیرہ فاطمہؓ اور انکے شوہر حضرت سعید بن زیدؓ پر غصہ اتارا اور جب کلام پاک سنا تو دل بدل گیا اور حضور پاکﷺ کی مجلس میں حاضر ہوئے لیکن تلوار ہاتھوں میں تھی۔ حضورﷺ نے حضرت عمرؓ کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر جھنجوڑا اور فرمایا تمہارا کیا ارادہ ہے اور تم کیوں آئے ہو؟ حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپؐ جس چیز کی دعوت دے رہے ہیں وہ میرے سامنے پیش فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس بات کی گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور محمدﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں حضرت عمرؓ یہ سنتے ہی اسلام لے آئے اور عرض کیا آپ تشریف لے چلیں (مسجد حرام جا کر کافروں کے سامنے کھلم کھلا اللہ کی عبادت کریں)

دوسری روایت میں ہے ''میں حضورﷺ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے میرا گریبان پکڑ کر فرمایا اے خطاب کے بیٹے مسلمان ہو جا'' اور ساتھ ہی یہ دعا کی اے اللہ! اسے ہدایت فرما۔

میں نے فوراً! کہا

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

پھر فرماتے ہیں کہ میرے اسلام لاتے ہی مسلمانوں نے اتنی بلند آواز سے تکبیر کہی کہ مکّہ کی گلیوں میں سنائی دی۔

2.7 حضرت عثمان ابن عفانؓ کا نبی کریمﷺ سے کلمہ سن کر کانپ جانا اور ایمان لانا

عمرو بن عثمان کہتے ہیں کہ عثمانؓ نے فرمایا کہ میں اپنی خالہ اروی بنت عبدالمطلب کی عیادت کے لئے گیا۔ وہاں حضورﷺ بھی تشریف لے آئے۔ میں آپؐ کو غور سے دیکھ رہا تھا کہ ان دنوں آپؐ کی نبوت کا تذکرہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اے عثمان! تمہیں کیا ہوا (کہ مجھے گھور رہے ہو) میں نے کہا مجھے تعجب ہے کہ آپ ہم میں بڑا رتبہ رکھتے ہیں لیکن آپ کے بارے ایسی ایسی باتیں کہی جارہی ہیں۔ اسی پر آپﷺ نے فرمایا

اللہ گواہ ہے کہ میں یہ سن کر کانپ گیا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ .... (سورۃ الذاریات آیت: ۲۲،۲۳)

ترجمہ: ''اور تمہاری روزی آسمان میں ہے۔ اور جو تم سے وعدہ کیا گیا۔ سو قسم ہے۔ آسمان و زمین کے رب کی کہ یہ بات حق ہے جیسے کہ تم بولتے ہو''

پھر حضورﷺ کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی آپؐ کے پیچھے چل دیا اور آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔

2.8 حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ کا دس سال کی عمر میں قبول اسلام اور حضورﷺ کے حکم پر بنو ہاشم کے لئے کھانا تیار کرنا اور سب کے سامنے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرنا

حضرت علیؓ حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورﷺ اور حضرت خدیجہؓ دونوں نماز پڑھ رہے تھے حضرت علیؓ (اس وقت آپ کی عمر تقریباً دس سال تھی) نے پوچھا اے محمدﷺ یہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ اللہ کا وہ دین ہے جسے اس نے اپنے لئے پسند کیا ہے اور جسے دے کر اپنے رسول کو بھیجا ہے۔ میں تم کو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جو ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ تم اس کی عبادت کرو اور لات وعزیٰ کو چھوڑ دو حضرت علیؓ نے کہا یہ ایسی بات ہے جو آج سے پہلے میں نے کبھی سنی نہیں اس لئے میں اپنے والد ابو طالب سے پوچھ کر ہی فیصلہ کرونگا۔

آپؐ نے اس بات کو پسند نہ فرمایا کہ اعلان سے پہلے یہ راز فاش ہو جائے۔ اے علی اگر تم اسلام نہیں لاتے ہو تو اس بات کو چھپائے رکھو حضرت علیؓ نے اسی حال میں رات گزاری۔ اگلے روز صبح ہوتے ہی حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لے آئے۔ اور ابو طالب کے ڈر سے اپنے اسلام کو چھپائے رکھا اور بالکل ظاہر نہ ہونے دیا۔

ایک روایت میں مزید آیا ہے کہ جناب علیؓ نے ہنستے ہوئے فرمایا کہ میں حضورﷺ کے ساتھ بطن نخلہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ ابو طالب آ گئے اور پوچھا اے میرے بھتیجے تم دونوں یہ کیا کر رہے ہو۔ اس پر حضورﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے فرمایا کہ تم جو کچھ کر رہے ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ میرے سیرین (حالت سجدہ میں) میرے سے اوپر ہو جائیں یعنی میں سجدہ نہیں کر سکتا۔ یہ کہہ کر علیؓ اپنے والد کی اس بات پر ہنسے پھر فرمایا اے اللہ! میرے علم کے مطابق آپ کے نبیﷺ کے سوا اس امت میں سے کسی بندے نے میرے سے پہلے آپ کی عبادت نہیں کی۔ یہ بات انہوں نے تین دفعہ کہی۔ پھر فرمایا میں نے تمام لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھنی شروع کر دی تھی۔

علیؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت وانذر عشیرتک الاقربین o نازل ہوئی تو حضورﷺ نے اپنے خاندان کو جمع کیا اور کھانے پر مدعو کیا۔ یہ ایسے لوگ تھے کہ ان میں سے ہر ایک سالم بکرا کھا جاتا تھا اور تین صاع (یعنی تقریباً دس لیٹر) تک پی جاتا تھا۔ لیکن آپ نے انکے لئے ایک مد (تقریباً ایک کلو) کھانا تیار کیا۔ حضورﷺ نے فرمایا اے علیؓ! بکری کی ایک دستی کا سالن بنا لو اور ایک صاع یعنی ساڑھے تین کلو آٹے کی روٹی بنا لو۔ اور بنی ہاشم کو کھانے پر مدعو کرو۔ یہ تقریباً چالیس یا انتالیس لوگ تھے۔ حضورﷺ نے کھانا ان کے سامنے رکھا اور سب نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ پھر آپ نے ان کو دودھ کا ایک پیالہ دیا۔ سب نے پیا اور خوب سیر ہو کر پیا تو ان میں سے ایک نے کہا۔ ہم نے آج جیسا جادو کبھی نہیں دیکھا اور خیال ہے کہ یہ ابولہب تھا۔ (اور قبل اس کے کہ حضور اپنی بات کہتے یہ سب چلے گئے)

دوسرے دن حضرت علیؓ نے پھر وہی انتظام کیا سب نے خوب کھایا لیکن پہلے دن کی طرح کھانا اور دودھ بچ گیا (اور خوب برکت ہوئی) اور پھر کسی نے کہا کہ ہم نے آج جیسا جادو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔

تیسرے دن پھر حضورﷺ کے حکم پر جناب علیؓ نے وہی انتظام فرمایا۔ مہمانوں نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ اس مرتبہ قبل اس کے کہ وہ کچھ کہتے حضورﷺ نے اپنی بات شروع کر دی ''تم میرا یہ معجزہ دیکھ چکے ہو (اے بنو

مطلب) مجھے تمہاری طرف خاص طور سے اور تمام انسانوں کی طرف عام طور سے بھیجا گیا ہے۔ تم میں سے کون میرا بھائی اور ساتھی بننے کے لئے میرے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے؟ کوئی کھڑا نہ ہوا۔ جناب علیؓ فرماتے ہیں میں کھڑا ہوا حالانکہ میں ان سب سے چھوٹا تھا (حضرت علیؓ کی عمر شریف اس وقت دس سال کی ہوگی) آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ آپ نے ان سے تین مرتبہ یہ مطالبہ کیا ہر دفعہ میں ہی کھڑا ہوتا رہا۔ تیسری مرتبہ حضورﷺ نے کہا کہ اے علیؓ اس کام کے لئے تم ہی مناسب ہو اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھ دیا (یعنی مجھے بیعت کی)

دوسری روایت میں آیا کہ حضور نے فرمایا کہ تم میں سے کون میرے قرضے کی ذمہ داری لیتا ہے۔ اور میرے بعد میرے اہل میں میرا قائم مقام بننے کے لئے تیار ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ سب خاموش رہے۔ اور حضرت عباسؓ (حضورﷺ کے چچا) بھی اس ڈر سے کچھ نہ بولے کہ حضورﷺ کے قرضہ کو کون ادا کر سکتا ہے کہیں ان کو سارا مال ہی نہ دینا پڑ جائے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں اس وجہ سے خاموش رہا کہ حضرت عباسؓ مجھ سے بڑے تھے اور وہ خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ البتہ میں کھڑا ہوا اور کہا کہ میں اس ذمہ داری کے لئے تیار ہوں حالانکہ اس وقت میری شکل وصورت سب سے خستہ تھی آنکھیں چندھیائی ہوئی اور پیٹ نکلا ہوا ٹانگیں پتلی تھیں۔ (حضورﷺ نے جناب علیؓ کو قبول فرمایا)

2.9 حضرت عمرو بن عبسہؓ کا اسلام لانے والوں میں چوتھا نمبر

حضرت شداد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو امامہؓ نے حضرت عمرو بن عبسہ سے پوچھا کہ آپ کیونکر دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام لانے میں آپ کا چوتھا نمبر ہے۔ آپؐ نے فرمایا

''زمانہ جاہلیت میں لوگوں کو سراسر گمراہی پر سمجھتا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے سنا کہ مکّہ میں ایک شخص غیب کی خبریں بتاتا اور نئی نئی باتیں بیان کرتا ہے۔ چنانچہ میں مکّہ پہنچا۔ معلوم ہوا حضورﷺ چھپ چھپ کر رہتے ہیں اور آپؐ کی قوم آپ کو تکلیف پہنچانے میں بہت بے باک ہو چکی ہے۔ بڑی دقت کے بعد آپ سے ملاقات ہوئی میں نے پوچھا آپؐ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میں اللہ کا نبی ہوں' اللہ کا نبی کس کو کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اللہ پاک کی طرف سے پیغام لانے والے کو' کیا واقعی اللہ نے آپ کو پیغام دے کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پیغام کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اللہ کو ایک مانا جائے اور کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ بتوں کو توڑ دیا جائے۔ صلہ رحمی کی جائے۔ انسانی جانوں

کی حفاظت کی جائے۔ راستوں کو پرامن رکھا جائے۔ اس دین کے معاملے میں آپ کے ساتھ کون ہیں ہے! آپ نے فرمایا ایک آزاد اور ایک غلام میں نے دیکھا تو آپ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت بلالؓ تھے۔ میں نے عرض کیا میں آپ کی اتباع کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا فی الحال تمہارا میرے ساتھ رہنا تمہاری طاقت سے باہر ہے۔ اس لئے تم اپنے گھر چلے جاؤ اور جب تم میرے متعلق سن لو کہ میں اپنی ہجرت والی جگہ پہنچ گیا ہوں۔ تو اس وقت میرے پاس آجانا۔ چنانچہ میں مسلمان ہوکر اپنے گھر چلا آیا۔

حضورﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے میں آپؐ کی خبریں اور حالات معلوم کرتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ مدینہ شریف سے ایک قافلہ آیا میں نے ان سے پوچھا وہ صاحب جو مکّے سے تشریف لائے ہیں ان کا کیا حال ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ان کی قوم نے انہیں قتل کرنا چاہا لیکن وہ قتل نہ کرسکے اور نصرتِ الٰہی ان کے اور قوم کے درمیان حائل ہوگئی۔ اور ہم وہاں لوگوں کو اس حال پر چھوڑ کر آئے ہیں کہ وہ سب آپ کی طرف لپک رہے ہیں۔ چنانچہ میں اپنے اونٹ پر سوار ہوکر مدینہ شریف پہنچا اور حاضر خدمت ہوکر عرض کیا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ حضور نے فرمایا ہاں کیا تم وہی نہیں ہو جو مکّہ میں میرے پاس آئے تھے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میں وہی ہوں پھر وہ دین سیکھنے میں لگ گئے۔

2.10 حضرت خالد بن سعیدؓ کا خواب دیکھ کر ایمان لانا اور والد کی سختیاں اور اس کا برا انجام

حضرت خالد بن سعیدؓ شروع اسلام میں مسلمان ہوئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے خواب دیکھا کہ ایک آگ جسکی لمبائی چوڑائی اللہ ہی جانتا ہے (یعنی بہت زیادہ ہے) کے کنارے کھڑا ہوں اور میرے والد مجھے اس میں دھکیل رہے ہیں اور حضور پاکﷺ مجھے کمر سے پکڑ کر گرنے سے بچا رہے ہیں۔ میں گھبرا کر جاگ گیا۔ اور یقین جانا کہ یہ خواب سچا ہے۔ میں نے یہ خواب حضرت ابوبکرؓ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا تمہارے ساتھ تو بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے۔ یہ اللہ کے رسول ہیں تم ان کی پیروی ضرور کروگے اور اسلام میں داخل ہوگے۔ اور اسلام تمہیں آگ میں داخل ہونے سے بچائیگا لیکن تمہارا باپ آگ میں جائے گا۔

چنانچہ خالدؓ حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ محلّہ اجیاد میں تشریف فرما تھے۔ اور

عرض کیا اے محمدﷺ آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا توحید اور رسالت کی اور یہ کہ تم ان بتوں کی عبادت چھوڑ دو جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ نفع نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ یہ جانتے ہیں کہ کون ان کی پوجا کررہا ہے اور کون نہیں حضرت خالدؓ نے فوراً کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہوگئے۔ ان کے اسلام لانے پر حضورﷺ کو بہت خوشی ہوئی۔

اس کے بعد خالدؓ اپنے گھر سے غائب ہوگئے۔ ان کے والد کو ان کے مسلمان ہونے کا پتہ چل گیا اور انہوں نے اپنے غلام رافع اور اپنے بیٹوں کو جو مسلمان نہیں ہوئے تھے آپ کی تلاش میں روانہ کیا۔ یہ لوگ خالدؓ کو اپنے والد کی خدمت میں لے آئے جس پر انہوں نے خوب ڈانٹا اور ہاتھ میں جو کوڑا تھا اس سے اس قدر مارا کہ آپ کے سر پر ٹوٹ گیا۔ اور کہا کہ تم محمدﷺ کے پیچھے لگ گئے ہو حالانکہ وہ اپنی قوم کی مخالفت کررہے ہیں اور ان کے خداؤں اور آباواجداد میں عیب نکال رہے ہیں۔ اس پر خالدؓ نے کہا کہ واللہ! وہ سچ کہتے ہیں اور میں نے ان کا اتباع کرلیا ہے۔ اس پر ان کے والد کو مزید غصہ آیا اور خوب گالیاں دیں اور کہا او کمینے جہاں تیرا دل چاہتا ہے چلے جاو اللہ! میں تیرا کھانا پینا بند کردونگا۔ اس پر خالدؓ نے کہا کہ اگر تم بند کردوگے تو اللہ پاک مجھے اتنی روزی ضرور دے دیں گے کہ میرا گذارا ہوجائے۔ اس پر انکے والد نے انہیں گھر سے نکال دیا اور یہ حضور پاکﷺ کے پاس چلے آئے حضورﷺ ان کا ہر طرح خیال فرماتے اور یہ حضورﷺ کے ساتھ رہتے یہاں تک کے خالد نے حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کے وقت ہجرت فرمائی۔ ان کے والد کا انجام برا ہوا۔ وہ بیمار ہوا اور دعا کی کہ اگر مجھے شفا ہوئی تو محمدﷺ کے خدا کی مکّہ میں کبھی عبادت نہ ہونے دونگا۔ اس پر خالدؓ نے دعا کی اے اللہ اسے بیماری سے شفا نہ دے۔ چنانچہ بیماری میں مر گیا۔

2.11 حضرت ضمادؓ طبیب وحکیم کی حضورﷺ کو علاج کی پیشکش۔ حضورﷺ کا جواب اور ان کا قبول اسلام

یہ جنون اور دیوانگی کا علاج کرنے والے حکیم تھے۔ عمرہ پر مکّہ شریف آئے تو ایک مجلس میں ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف بھی تھے ابوجہل نے کہا ان صاحب نے ہم میں تفریق ڈال دی ہے ہمیں بے وقوف اور

ہمارے مرے ہوئے ہوں کو گمراہ قرار دیتے ہیں اور خداؤں میں عیب نکالتے ہیں۔ امیہ نے کہا کہ وہ پاگل ہو گئے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

اس بات کا ضمادؓ کے دل پر بڑا اثر ہوا اور انہوں نے سوچا کہ میں ان کا ضرور باضرور علاج کرونگا۔ حضور ﷺ کی تلاش میں پورا دن نکل گیا پھر دوسرے دن آپ مقام ابراہیم پر نماز پڑھتے ہوئے نظر آئے۔ میں قریب میں بیٹھ گیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا اے ابن عبدالمطلب ! آپ نے کہا تم کیا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ جنون وغیرہ کا میں علاج کر لیتا ہوں۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو میں آپ کا علاج کر دوں آپ اپنی بیماری کو بڑا نہ سمجھیں میں اس سے زیادہ سخت بیماریوں کا کامیاب علاج کر چکا ہوں۔ آپ کی قوم آپ کے متعلق فلاں فلاں (جو اوپر بیان ہوئیں) چیزیں کہتی ہے اس کو سن کر حضور ﷺ نے خطبہ مسنونہ پڑھا (جو ہم اکثر تقریر سے پہلے پڑھتے ہیں)

ترجمہ: "تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور اس سے مدد مانگتا ہوں اور اس پر ایمان رکھتا ہوں اس پر بھروسہ کرتا ہوں جس کو وہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کرے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں''۔

ضمادؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے ایسا کلام سنا کہ اس سے اچھا کلام پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔ میں نے آپ سے اس خطبہ کو دوبارہ پڑھنے کی درخواست کی جس پر آپ نے دوبارہ پڑھا۔ اس پر میں نے پوچھا کہ آپ کس بات کی دعوت دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ''تم ایک اللہ پر ایمان لے آؤ جس کا کوئی شریک نہیں اور بتوں کی غلامی سے اپنے کو آزاد کر لو۔ اور اس بات کی گواہی دو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں نے کہا کہ اگر میں ایسا کر لوں تو مجھے کیا ملے گا؟ آپ نے فرمایا تمہیں جنّت ملے گی۔ تو میں نے کہا میں اس بات (جو اوپر بیان کی گئی) کی گواہی دیتا ہوں۔ (اور مسلمان ہو گیا) اور آپؐ کے ساتھ رہنے لگا یہاں تک کہ میں نے قرآن شریف کی بہت سی سورتیں یاد کر لیں اور پھر اپنی قوم میں واپس آ گیا۔

ایک مرتبہ جناب علیؓ کو ایک سریہ میں ایک جگہ سے ۲۰ اونٹ ملے۔ آپ ان کو اپنے ساتھ لے کر چل

پڑے بعد میں آپؐ کو پتہ چلا کہ یہ اونٹ ضمادؓ کی قوم کے ہیں تو آپ نے یہ واپس کر دیئے۔

2.12 حضرت حصین ابوعمرانؓ کی حضور ﷺ کو نصیحت۔ آپ کا جواب اور حصین کا قبول اسلام

حصینؓ ایک معمّر شخص تھے جن کی قریش بہت تعظیم کرتے تھے۔ قریش نے ان سے کہا ان صاحب سے جو ہمارے خداؤں کو برا کہتے ہیں بات کریں اور سمجھائیں۔ اس پر حصینؓ ان کے ساتھ چلے اور حضور ﷺ کے دروازے کے قریب بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بابا جی (یعنی حصین) کے لئے جگہ خالی کرو۔ اس وقت حضرت حصین کے صاحبزادے عمرانؓ اور انکے کچھ ساتھی حضور ﷺ کے پاس پہلے ہی سے موجود تھے۔ حصینؓ نے کہا یہ کیا ہو رہا ہے کہ آپ کی طرف سے باتیں پہنچ رہی ہیں کہ آپ ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتے ہیں حالانکہ آپ کے والد تو بہت محتاط اور بھلے آدمی تھے حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے حصینؓ! یہ بتاؤ کہ تم کتنے خداؤں کی عبادت کرتے ہو۔ حصینؓ نے کہا میرے سات خدا زمین پر اور ایک خدا آسمان پر ہے۔ آپؐ نے فرمایا ''جب تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچتا ہے تو کس خدا کو پکارتے ہو۔ انہوں نے کہا آسمان والے کو۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب مال برباد ہو جائے تو! انہوں نے کہا آسمان والے کو۔ آپؐ نے فرمایا یہ عجیب بات ہے کہ وہ اکیلا تمہاری فریاد رسی کرتا ہے اور تم اور خداؤں کو اس کے ساتھ شریک کرتے ہو۔ کیا تم آسمان والے خدا کی اجازت سے ان کو شریک کرتے ہو یا ان خداؤں سے ڈرتے ہو کہ اگر تم ان کو شریک نہ کرو گے تو وہ تم پر غالب آ جائیں گے۔ حصین نے کہا ان میں سے کوئی بھی بات نہیں ہے۔

حصین کہتے ہیں حضور ﷺ کی عظمت مجھ پر آشکارا ہوئی اور میں نے محسوس کیا کہ میں کسی عظیم ہستی سے ہم کلام ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے حصین! مسلمان ہو جاؤ سلامتی پاؤ گے۔ حصین نے کہا میری قوم ہے میرا خاندان ہے اس لئے اب میں کیا کہوں۔ آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھو۔

الهم استهديك لارشد امری وزدنی علما ينفعنی

ترجمہ: اے اللہ میں نے اپنے معاملے میں زیادہ رشد و ہدایت والے راستے کی طرف آپ سے رہنمائی چاہتا ہوں اور مجھے علم نافع اور زیادہ عطا فرما۔

حضرت حصینؓ نے یہ دعا مانگی اور اس مجلس میں اٹھنے سے پہلے ہدایت مل گئی۔ یہ دیکھتے ہی ان کے بیٹے عمرانؓ کھڑے ہوئے اپنے والد کے سر ہاتھوں اور پیروں کا بوسہ لیا۔ حضور ﷺ کی آنکھوں میں یہ منظر دیکھ کر آنسو آ گئے

اور فرمایا عمرانؓ کے رویہ کی وجہ سے مجھے رونا آ گیا کہ ان کے والد جب داخل ہوئے تھے تو کافر تھے اس وقت عمران نہ ان کے لئے کھڑے ہوئے نہ متوجہ ہوئے۔ لیکن ان کے مسلمان ہوتے ہی ان کا حق ادا کیا۔ جب حضرت حصینؓ واپس جانے لگے تو آپؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ انہیں گھر تک پہنچا آؤ۔ حضرت حصینؓ جب دروازے سے باہر آئے تو قریش نے دیکھتے ہی کہا کہ یہ تو بے دین ہو گیا ہے اور انہیں چھوڑ کر چلے گئے۔

2.13 حضرت ذوالجوشن ضبائیؓ کا فتح مکہ کی شرط پر اسلام لانا

حضرت ذوالجوشنؓ فرماتے ہیں:

جب حضورﷺ غزوہ بدر سے فارغ ہوئے تو میں اپنی گھوڑی قرحاء کا بچھڑا لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے تحفہ میں پیش کیا۔ آپؐ نے فرمایا مجھے اس کو ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر تم چاہو تو اس کے بدلہ میں بدر کی زرہوں میں سے تمہاری پسند کی ایک زرہ دے دوں۔ میں نے انکار کر دیا تو حضورﷺ نے فرمایا پھر مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے ذوالجوشن! تم مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے تا کہ شروع میں اسلام لانے والوں میں سے ہو جاؤ۔ میں نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی قوم نے جھٹلا دیا تو آپ نے فرمایا کہ بدر میں ان کی شکست کے بارے میں تمہیں کیسی خبر پہنچی؟ میں نے کہا مجھے ساری خبر پہنچ چکی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہمیں تم کو سیدھی راہ بتاتی ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے منظور ہے بشرطیکہ آپ کعبہ کو فتح کر لیں اور وہاں رہیں۔ حضورﷺ نے فرمایا اگر تم زندہ رہے تو یہ بھی دیکھ لو گے۔ پھر آپؐ نے حکم دیا کہ اس شخص کے تھیلے میں راستے کے لئے عجوہ کھجور بھر دو جب میں واپس ہونے لگا تو حضورﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ یہ بنی عامر کے بہترین شہسواروں میں سے ہے۔

پھر ایسا ہوا کہ میں مقام غور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ تھا کہ ایک سوار آیا۔ میں نے پوچھا لوگوں کا کیا بنا! اس نے کہا واللہ! محمدﷺ کعبہ پر غالب آ گئے ہیں اور وہیں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میں نے یہ سن کر کہا۔ افسوس میں پیدا ہونے سے رہ جاتا اور میری ماں کی گود مجھ سے خالی ہو جاتی کاش کہ جس روز آپ نے فرمایا تھا میں اسی دن مسلمان ہو جاتا اور اگر میں آپ سے حیرہ (مقام کا نام) بھی مانگتا تو بطور جاگیر وہ مجھے ضرور بضرور عنایت فرما دیتے۔

(بہر صورت وہ اسلام میں داخل ہو گئے رضی اللہ عنھم ورضوعنہ)

2.14 حضرت بشیرؓ بن خصامیہ کا قبول اسلام

''میں حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور نام پوچھا میں نے کہا نذیر۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ (آج سے تمہارا نام) بشیر ہے۔ آپ نے مجھے صفہ (جہاں فقراء مہاجرین رہتے تھے) پر ٹھہرایا اور آپ کی عادت شریفہ تھی کہ ہدیہ آتا تو خود بھی استعمال کرتے اور ہمیں بھی شریک فرماتے اور صدقہ آتا تو سارا ہمیں دیدیتے۔

''ایک رات آپ گھر سے نکلے میں آپؐ کے پیچھے ہو لیا آپؐ جنت البقیع تشریف لے گئے اور دعا پڑھی

السلام علیکم دار قوم مومنین وانا بکم لاحقون و انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

اور پھر فرمایا تم نے بہت بڑی خیر حاصل کر لی اور بڑے شر اور فتنہ سے بچ کر تم آگے نکل گئے۔

پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ کون ہے؟ میں نے کہا بشیر آپ نے فرمایا تم عمدہ گھوڑوں کو کثرت سے پالنے والے قبیلہ ربیعہ سے ہو جو کہتے ہیں کہ اگر وہ نہ ہوتے تو زمین اپنے رہنے والوں کو لے کر الٹ جاتی۔ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ اس قبیلے میں سے اللہ پاک نے تمہارے دل کان اور آنکھوں کو اسلام کی طرف پھیر دیا ہے۔ میں نے کہا میں بالکل راضی ہوں۔ تم اس وقت کیوں آئے؟ میں نے کہا کہ مجھے ڈر تھا کہ آپؐ کو کوئی زہریلا جانور نقصان نہ پہنچا دے (اس لئے آپؐ کی حفاظت کیلئے پیچھے چلا آیا)

2.15 عمر بن ہشام۔ ابو جہل دل سے اقرار اور زبان سے انکار

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ میں اور ابو جہل گلی میں جا رہے تھے کہ حضورﷺ سے ملاقات ہو گئی۔ آپؐ نے ابو جہل سے فرمایا اے ابوالحکم آؤ اللہ اور اس کے رسول کی طرف ابو جہل نے جواب دیا۔ اے محمدﷺ کیا تم ہمارے خداؤں کو برا کہنے سے باز نہیں آؤ گے؟ آپ یہی چاہتے تھے کہ ہم گواہی دے دیں کہ آپ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا چلو ہم گواہی دیدیتے ہیں کہ آپ نے پیغام پہنچا دیا۔ واللہ! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں وہ حق ہے تو میں آپ کا اتباع ضرور کر لیتا۔ یہ سن کر حضورﷺ چلے گئے۔

اس کے بعد ابو جہل میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا واللہ! میں خوب جانتا ہوں کہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں

حق ہے۔لیکن میرے انکار کی وجہ یہ ہے یہ بنی قصئی میں سے ہیں اور بنی قصئی نے کہا کہ بیت اللہ کی دربانی ہمارے خاندان میں ہوگی ہم نے کہا ٹھیک پھرانہوں نے حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت لے لی ہم نے کہا ٹھیک ہے پھر مجلس شوریٰ کا انتظام اپنے ذمہ لے لیا ہم نے مان لیا پھرانہوں نے لڑائی کا جھنڈا اپنے خاندان میں لے لیا ہم نے مان لیا پھرانہوں نے کھانا کھلایا اور ہم نے بھی کھانا کھلایا اور جب ہم اور وہ برابر ہوگئے تو وہ کہنے لگے کہ ہم میں سے ایک نبی ہے۔واللہ!ان کی یہ بات میں کبھی نہ مانوں گا۔

2.16 ولید بن مغیرہ کا حضورﷺ سے قرآن سن کر دل کا نرم ہونا اور ابوجہل کا بہکانا

ولید بن مغیرہ نے جب حضور پاکﷺ سے قرآن سنا تو اس کا دل نرم پڑ گیا۔ابوجہل اس خبر سے پریشان ہوگیا اور ولید سے کہا اے چچا! آپ کی قوم آپ کے لئے مال جمع کر رہی ہے۔ولید نے پوچھا کیوں؟ ابوجہل نے کہا کہ آپ کو دینے کے لئے چونکہ آپ محمدﷺ کے پاس مال حاصل کرنے کے لئے گئے تھے۔(اس نے کہا یہ غلط ہے) تو پھر آپ محمدﷺ کے بارے میں ایسی بات کہیں جس سے پتہ چلے کہ آپ ان کے منکر ہیں۔ولید نے کہا آخر میں کیا کہوں۔واللہ تم میں سے کوئی بھی اشعار۔شاعری کی باریکیوں سے مجھ سے زیادہ واقف نہیں۔واللہ! وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ اس سے مشابہ نہیں اور واللہ! ان کے کلام میں بڑی حلاوت (لذت) خوبصورتی اور کشش ہے۔وہ ایسا تناور درخت ہے۔جو نیچے سرسبز و شاداب ہے اور اوپر خوب پھل دیتا ہے۔آپ کا کلام بلند و بالا ہے۔کہ اس سے کوئی کلام بلند نہیں یہ نیچے کہ تمام کلاموں کو بے اثر کر دیتا ہے۔ابوجہل نے کہا آپ کو کچھ تو کہنا پڑیگا ورنہ قوم آپ سے راضی نہ ہوگی ولید نے کہا اچھا ٹھہرو میں اس بارے میں سوچتا ہوں۔پھر ولید نے کہا کہ محمدﷺ کا کلام جادو ہے جسے وہ دوسروں سے سیکھ کر بیان کرتے ہیں اس پر قرآن مجید کی سورۃ مدثر کی یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ﴿١١﴾ ۔۔۔۔۔(سورۃ مدثر آیت ۱۱۔۱۲۔۱۳)

ترجمہ: چھوڑ دے مجھے اور اس کو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا۔اور پھر وسیع مال عطا کیا اور ہمیشہ حاضر رہنے والے بیٹے عطا کئے۔

2.17 حضرت ایاس بن معاذؓ مدینہ منورہ کے سب سے پہلے مسلمان کے ایمان لانے کا واقعہ

ایاسؓ مدینہ منورہ کے قبیلے خزرج کے لوگوں کے ساتھ مکّہ مکرّمہ آئے۔انس بن رافع انکا سردار تھا۔یہ لوگ قریش سے دوستی اور مدد کا معاہدہ کرنے کے لئے آئے تھے۔آپؐ کو خبر ہوئی تو ان کے پاس پہنچے اور اپنی دعوت رکھی۔اور فرمایا جس کام کے لئے آئے ہو اس سے بہتر بات آپ کو بتاتا ہوں۔پھر آپ نے توحید و رسالت بیان کی اور اسلام کی خوبیوں کا تذکرہ فرمایا اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ایاس بن معاذؓ جو نوعمر تھے انہوں نے کہا میری قوم واللہ! تم جس کام کے لئے آئے ہو وہ واقعی یہ اس سے بہتر ہے تو انس بن رافع نے کنکریوں کی ایک مٹھی ایاس کے چہرہ پر ماری اور کہا اس بات کو چھوڑ دو چنانچہ ایاس خاموش ہوگئے۔اور حضورﷺ واپس تشریف لے آئے۔

اس کے بعد قبیلہ خزرج اور اوس کے درمیان جنگ بعاث ہوئی اور اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت ایاسؓ کا انتقال ہوگیا۔جو لوگ ان کے پاس تھے وہ کہتے ہیں انتقال کے وقت انکی زبان سے لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ سنا ہے۔بے شک وہ حالت ایمان پر دنیا سے گئے اور درحقیقت اس مجلس میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

2.18 ابولہب بن عبدالمطلب کا حضورﷺ کی مخالفت میں حد سے گذر جانا

حضرت ابن عباسؓ روایت فرماتے ہیں جب آیت وانذر عشیرتک الاقربین ○ (کہ اپنے قرابت داروں کو ڈرسنایئے) نازل ہوئی تو آپؐ صفا پہاڑ پر تشریف لے گئے۔اور اس پر چڑھ کر زور سے پکارا

یاصباحاہ

یعنی اے لوگو! صبح صبح دشمن حملہ کرنے والا ہے۔اس لئے یہاں جمع ہو جاؤ چنانچہ سب لوگ جمع ہوگئے کوئی خود آیا کسی نے اپنا قاصد بھیج دیا۔مکہ معظّمہ کے تقریباً تمام کے تمام قبیلے جمع ہوئے لیکن پھر صرف عبد مناف رہ گئے۔ابولہب نے کہا کہ یہ بنو عبد مناف آپ کے پاس حاضر ہیں آپ فرمائیں کیا کہتے ہیں۔آپ نے فرمایا ''اے بنو عبدالمناف ذرا یہ تو بتاؤ اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں گھوڑے سواروں کا لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو تم مجھے سچا مان لو گے؟ سب نے کہا جی ہاں آپؐ نے فرمایا میں تمہیں ایک سخت عذاب کے آنے سے پہلے

اس سے ڈرانے والا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤں اور آپ ہی قریش میں سے میرے قریبی رشتہ دار ہیں اور میرا اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی اختیار نہیں ہے اور نہ میں آخرت میں تمہارے لئے کچھ کرا سکتا ہوں جب تک کے تم **لا الہ الا للہ کا** اقرار نہ کرلو۔ اور جب تم اس کلمہ کا اقرار کرلوگے تو تمہارے رب کے سامنے تمہارے لئے گواہی دے سکونگا۔ اور اس کی وجہ سے تمام عرب تمہارے مطیع ہو جائینگے اور تمام عجم تمہاری مانیں گے۔ اس پر ابولہب نے کہا (نعوذ باللہ) تو برباد ہو جائے کیا اسی لئے ہم لوگوں کو بلایا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۔۔۔۔۔۔۔(سورۃ اللّھب)

سورت نازل کی کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے یعنی اس کے ہاتھ برباد ہوئے۔

ابولہب حضور پاک ﷺ کا حقیقی چچا تھا اور سب سے زیادہ بدتمیز اور مخالف، چنانچہ زمانہ حج میں حضور پاک ﷺ ایک بوڑھے کے پاس تشریف لے گئے جسکی عمر ۱۲۰ سال تھی اور وہ قبیلہ بنومہارب بن نصفہ سے تھا آپ نے اسے دعوت اسلام دی۔ اس بوڑھے نے انتہائی بدتمیزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا ”اے شخص! تمہاری قوم تمہارے حالات سے خوب واقف ہے واللہ! جو بھی تمہیں اپنے ساتھ اپنے علاقے میں لے جائیگا وہ حاجیوں میں سے سب سے زیادہ بری چیز کو لے جائیگا (نعوذ باللہ) اپنے کو ہم سے دور رکھو اور یہاں سے چلے جاؤ۔ ابولہب اس محاربی بڈھے کی باتیں سن رہا تھا کہنے لگا۔ اگر سارے حاجی تیری طرح ہوتے تو یہ شخص (یعنی حضور پاک ﷺ) اپنے دین کو چھوڑ دیتا یہ ایک بے دین اور جھوٹا شخص ہے۔ (نعوذ باللہ) اس محاربی بڈھے نے جواب دیا۔ تم ان کو زیادہ جانتے ہو یہ تمہارے بھتیجے ہیں اے ابوعتبہ (العتبہ ابولہب کا بڑا بیٹا) شاید انہیں جنون ہے ہمارے قبیلہ میں ایک شخص اس کا علاج جانتا ہے۔ ابولہب نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن وہ جب بھی آپ کو کسی قبیلہ کے پاس دیکھتا تو دور ہی سے چلا کر کہتا یہ بے دین اور جھوٹا آدمی ہے۔ (نعوذ باللہ)

2.19 حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ کی ایمان لانے میں دس سال کی تاخیر

موسم حج میں حضور ﷺ سواری پر کہ آپؐ کے پیچھے زید بن حارثہؓ بیٹھے ہوئے تھے ہماری قیام گاہ جو منیٰ میں جمرہ اولیٰ کے نزدیک تھی تشریف لائے اور اسلام کی دعوت دی۔ آپؐ کی دعوت سن کر میسرہ بن مسروقؓ نے اپنی

قوم سے کہا کہ واللہ! کہ اگر ہم آپؐ کو سچا مان لیں اور اپنے ساتھ لے جائیں تو بہت اچھا ہوگا۔ واللہ! ان کی بات غالب ہو کر رہیگی۔ کہ حتّٰی کے دنیا میں ہر جگہ پہنچے گی۔ قوم نے میسرہؓ سے کہا ان کی باتوں کو چھوڑو۔ ایسی باتیں ہم پر پیش نہ کرو جسے ہم برداشت کی قوت نہیں رکھتے۔ آپؐ کو میسرہ کی ایمان لانے کی امید ہوئی تو آپؐ نے ان سے مزید بات کی۔ میسرہؓ نے کہا۔ آپ کا کلام بہت ہی خوبصورت اور نورانی ہے۔ لیکن میری قوم میری مخالفت کر رہی ہے اور آدمی تو اپنی قوم کے ساتھ چلتا ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ واپس ہو گئے۔

جب قبیلہ واپس جانے لگا تو میسرہ نے کہا کہ آؤ فدک چلتے ہیں وہاں یہودیوں سے حضور ﷺ کے متعلق پوچھیں گے۔ چنانچہ یہودی نے اپنی کتاب نکالی اور سامنے رکھ کر اس میں سے حضور ﷺ کا ذکر مبارک پڑھنے لگا۔

”آپ ان پڑھ اور عربی نبی ہونگے اونٹ پر سواری کرینگے معمولی چیز یا ٹکڑے پر گزارہ کرلیں گے۔ قد درمیانہ ہوگا، بال نہ بالکل گھنگرالے ہونگے نہ بالکل سیدھے آنکھون میں سرخ ڈورا ہوگا۔ اور رنگ سفید سرخی مائل ہوگا“۔ اتنا پڑھنے کے بعد یہودیوں نے کہا جس شخص نے تمہیں دعوت دی ہے اگر وہ ایسا ہی ہے تو قبول کرلو اور ان کے دین میں داخل ہو جاؤ کیوں کہ ہم حسد کی وجہ سے ان کا انکار کرینگے اور ہمارے ان سے زبردست معرکے ہونگے۔ عرب کا ہر شخص یا تو ان کی اتباع کرے گا یا آپ سے لڑے گا۔ لہذا تم ان کی اتباع کرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔“ میسرہؓ نے کہا اے میرے لوگو! اب تو بات بالکل واضح ہوگئی قوم نے کہا کہ آئندہ سال حج پر ان سے ملیں گے اور وہ سب اپنے اپنے علاقوں کو لوٹ گئے۔ بعد میں سرداروں نے ان کی اتباع سے روک دیا اور کوئی بھی مسلمان نہ ہوا۔

حضور ﷺ سے میری ملاقات حجۃ الوداع پر (تقریباً دس سال بعد) ہوئی اور حضور ﷺ نے مجھے پہچان لیا۔ میسرہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جس دن آپؐ ہمارے پاس اونٹنی پر تشریف لائے تھے اسی دن سے میرے دل میں آپؐ کی اتباع کی بڑی آرزو ہے۔ لیکن جو ہونا تھا وہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کو میرا اتنی دیر سے ہی مسلمان ہونا منظور تھا۔ اس وقت میرے ساتھ جو لوگ تھے ان میں سے اکثر مر گئے۔ اے اللہ کے نبی اب وہ کہاں ہونگے۔ آپؐ نے فرمایا جو بھی اسلام کے علاوہ کسی اور دین پر مرا وہ دوزخ میں ہے۔ حضرت میسرہؓ نے کہا الحمد للہ۔ اللہ نے مجھے بچالیا اور مسلمان ہو گئے۔ اور اچھا مسلمان بن کر زندگی گزاری اور ابوبکر صدیقؓ کے نزدیک ان کا بڑا درجہ ہوا۔

2.20 تین کافروں غطریف بن سہلؓ غطفان بن سہلؓ اور عروہ بن عبداللہؓ کا حضورﷺ کی طرف سے لڑنا اور حضورﷺ کی دعا پر مسلمان ہو جانا

جنہوں نے حضور پاکﷺ کی مدد کی گو وہ حالت کفر میں تھے اللہ نے انہیں دولت ایمان سے فوراً نوازا اور جس نے بدتمیزی کی ان کا انجام برا ہوا۔

یہ واقعہ ہے عکاظ کے میلے کا جہاں قبیلہ بنوکعب بن ربیعہ آئے ہوئے تھے۔ حضورﷺ تشریف لائے اور اہل قبیلہ سے فرمایا کہ تمہارے دبدبہ اور رعب کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا کہ کسی کی مجال نہیں کہ ہمارے علاقے میں کسی چیز کو ہاتھ لگائے یا ہماری آگ پر ہاتھ تاپ سکے۔ ہمارا کوئی مقابلہ نہیں۔ حضورﷺ نے ان سے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں کیا یہ ہوسکتا ہے کہ میں تمہارے پاس آجاؤں اور تم میری حفاظت کرو، تاکہ اللہ کا پیغام پہنچا سکوں۔ اور میں تمہیں کسی بات پر مجبور نہیں کرتا انہوں نے کہا کہ آپ قریش کے کس خاندان سے ہیں؟ آپ نے فرمایا بنو عبدالمطلب سے تو انہوں نے کہا کہ بنوعبد مناف نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ آپ نے فرمایا انہوں نے مجھے جھٹلایا اور قبول نہ کیا انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو نہ تو قبول کرتے ہیں اور نہ ہی آپ پر ایمان لاتے ہیں البتہ آپؐ کو اپنے ساتھ لے جائیں گے اور آپؐ کی ہر طرح حفاظت کریں گے تاکہ آپ اپنے رب کا پیغام پہنچا سکیں۔ چنانچہ آپ سواری سے اتر کر ان کے پاس بیٹھ گئے جبکہ وہ بازار میں خرید و فروخت میں مشغول ہوگئے۔ اتنے میں ان کے پاس خبیث بجیرہ بن فراس قشیری آیا اور پوچھنے لگا۔ یہ تمہارے پاس کون نظر آرہے ہیں جنہیں میں نہیں پہچانتا۔ انہوں نے کہا یہ محمد ابن عبداللہ قریشی ہیں۔ اس نے کہا تمہارا ان سے کیا تعلق؟ انہوں نے اوپر والی تفصیل بتائی اس پر اس بدبخت نے کہا

''جہاں تک میرا خیال ہے اس بازار والوں میں سے سب سے بری چیز (نعوذ باللہ) لے کر جا رہے ہو۔ اسکی وجہ سے تمام لوگ تمہارے دشمن ہوجائیں گے اور سارا عرب تم سے لڑے گا۔ انکی قوم انکو خوب جانتی ہے اگر انہیں ان میں کوئی بھلائی نظر آتی تو ان کا ساتھ دیتے اور اسے اپنی سعادت سمجھتے۔ یہ اپنی قوم کے ایک کم عقل انسان ہیں (نعوذ باللہ) انہیں انکی قوم نے قبول نہیں کیا اور تم انہیں ٹھکانا دینا چاہتے ہو اور مدد کرنا چاہتے ہو۔ یہ بالکل غلط فیصلہ ہے''۔

پھر وہ حضورﷺ کی طرف مڑا اور کہا کہ اٹھو اور اپنی قوم کے پاس واپس چلے جاؤ واللہ! اگر تم میرے قبیلے

کے پاس نہ ہوتے تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا۔ چنانچہ حضورﷺ اٹھے اور اپنی اونٹنی پر سوار ہوگئے۔ بدبخت بجیرہ نے اونٹنی کی کوکھ میں لکڑی سے کچوکا دیا جس سے اونٹنی بدک گئی اور حضور پاکﷺ گر گئے۔

ایک صحابیہ حضرت ضیاء بنت عامرؓ اپنے چچازاد بھائیوں سے ملنے اس قبیلہ میں آئی ہوئی تھیں۔ یہ منظر دیکھ کر بے تاب ہوگئیں۔ اور مدد کے لئے آواز لگائی۔ اللہ کے رسولﷺ کے ساتھ یہ برا سلوک کیا جارہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔ چنانچہ انکے چچازاد بھائی (ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے) غطریف بن سہل، غطفان بن سہل اور عروہ بن عبداللہ بجیرہ کی طرف لپکے ادھر بجیرہ کی مدد کیلئے دو آدمی حزن بن عبداللہ اور معاویہ بن عبارہ پہنچے۔ ان تینوں بھائیوں نے بجیرہ اور اسکے مددگاروں کو نیچے گرادیا اور انکے منہ پر خوب تھپڑ رسید کئے (اور ذلیل کیا)

اس پر حضورﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ ان تین بھائیوں پر برکت نازل فرما اور دوسرے تینوں پر لعنت کر۔ تینوں بھائی مسلمان ہوئے اور رتبہ شہادت پر پہنچے جبکہ تین لعنتی ذلت کی موت مرے۔

2.21 مہانان۔ دو ڈاکوؤں کو حضورﷺ کی دعوت اسلام اور ان کا اسلام قبول کرنا

آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔ آپؐ چاہتے تھے کہ مدینہ منورہ کا سفر چھوٹے راستہ سے کریں۔ تو ان سے حضرت سعدؓ (رہبر) نے عرض کیا کہ رکوبہ گھاٹی کے نیچے سے جو راستہ جاتا ہے وہ قریب کا ہے۔ لیکن وہاں قبیلہ اسلم کے دو ڈاکو رہتے ہیں جن کو مہانان (گرے ہوئے) کہا جاتا ہے۔ اگر آپ چاہیں یہ راستہ اختیار فرمائیں۔ حضورﷺ نے فرمایا ڈاکوؤں والے راستے سے ہمیں لے چلو۔ ایک ڈاکو نے دوسرے سے کہا کہ لو یہ یمانی آگیا۔ حضورﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی وہ دونوں ہی مسلمان ہوگئے آپؐ نے نام پوچھا تو انہوں نے کہا ہم مہانان (گرے پڑے) ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں تم مکرمان (قابل احترام) ہو پھر آپ نے انہیں مدینہ منورہ آنے کا حکم دیا۔

2.22 مُصعَب بن عمیرؓ پہلے استادِ مدینہ

ایمان لانے کے بعد جب انصار اگلے سال حج پر آئے تو آپؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؐ ہمارے پاس کسی کو بھیجیں جو کتاب اللہ کی دعوت دے (اور ہمیں دین سکھائے) چنانچہ حضورﷺ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو

ان کے پاس مدینہ منورہ بھجوایا۔ پہلے وہ اسعد بن زرارہؓ قبیلہ بنی غنم کے پاس ٹھہرے اور لوگوں کو قرآن شریف سناتے اور حضور ﷺ کی باتیں بتاتے۔ پھر سعد بن معاذؓ پر ٹھہرے اور اپنے مشن کو جاری رکھا۔ یہاں تک کہ انصار کے ہر گھر میں کچھ نہ کچھ لوگ مسلمان ہوگئے اور ان کے سرداروں نے بھی اسلام قبول کرلیا اور حضرت عمرو بن الجموحؓ بھی مسلمان ہوگئے اور انکے بت توڑ دیئے گئے۔ اپنا مشن پورا کر کے حضرت مصعبؓ حضور ﷺ کے پاس واپس تشریف لے آئے آپ کو پڑھانے والا (استاد) کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہ حضور ﷺ کے مدینہ منورہ ہجرت سے پہلے ہوا۔

۳

کفارِ مکّہ کا جور و ستم اور حضور ﷺ اور صحابہؓ کا صبرِ عظیم

٣

کفارِ مکّہ کا جور و ستم اور حضور ﷺ اور صحابہ ؓ کا صبرِ عظیم

3.1 عقبہ بن ابی معیط کا نبی کریم ﷺ پر حملہ اور آپ ؐ کا صبر اور عقبہ اور اس کے ساتھیوں کے لئے پیشن گوئی

حضرت عمرو ابن العاص ؓ فرماتے ہیں کہ (سب سے زیادہ تکلیف دہ منظر) میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے اپنا کپڑا حضور ﷺ کی گردن میں ڈال کر زور سے آپ کا گلا دبایا اتنے میں حضرت ابوبکر ؓ تشریف لے آئے اور اسے پیچھے سے کندھا پکڑ کر ہٹایا اور کہا کہ کیا تم انہیں ہلاک کرتے ہو۔ صرف اس پر کہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ میرا رب ہے اور اس کے پاس سے ہی تمہارے لئے کھلی نشانیاں لایا ہوں۔

جب اس نے حضور ﷺ کو کھینچا تو حضور ﷺ گھٹنوں کے بل گر گئے اور لوگوں میں شور ہوا اور سب یہ سمجھے کہ آپ ؐ قتل کر دیئے گئے ابوبکر ؓ دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے پیچھے سے آپ ؐ کی دونوں بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اٹھایا اور ساتھ اوپر والا جملہ کہتے جاتے تھے۔ پھر کفار آپ ؐ کے پاس سے ہٹ گئے اور حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر باقی نماز پوری فرمائی۔ جب آپ ﷺ نے نماز پوری فرمائی تو کفّار کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے گپ شپ کر رہے تھے۔ آپ ؐ ان کے پاس سے گزرے تو آپ ؐ نے فرمایا اے جماعت قریش! سن لو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے مجھے تمہاری طرف تمہیں ذبح کرنے کے لئے ہی بھیجا گیا ہے (یعنی انکار کرنے والے ہمارے ہاتھوں قتل ہونگے) اور اپنے ہاتھ کو حلق پر پھیر کر ذبح ہونے کا اشارہ کیا۔

آپ ؐ کی اس بات کی ان پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ سب لوگ ایک دم سہم گئے۔ یہاں تک کہ ان میں

سے ایک شخص (ابوجہل) جو اس سے پہلے سختی کرنے پر سب کو ابھار رہا تھا وہ بھی عاجزی کرنے لگا اور آپ ؐ کے غصہ کو خوشامد کر کے ٹھنڈا کرنے لگا اور کہا کہ اے ابوالقاسم ؐ! آپ بھلائی کے ساتھ واپس تشریف لے جائیں واللہ! آپ تو نادان آدمی نہیں ہیں۔ پھر آپ واپس تشریف لے گئے۔

3.2 صحابہ ؓ میں سب سے زیادہ بہادر ۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ یا حضرت علی ؓ

جناب علی ؓ ایک دن لوگوں میں بیان فرما رہے تھے دوران تقریر پوچھا کہ بتاؤ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے۔ مجمع نے کہا کہ امیر المومنین آپ ہیں۔ حضرت علی ؓ نے فرمایا کہ میرے مقابلے میں جو آیا اس پر تو میں غالب آیا۔ سب سے بہادر تو ابوبکر ؓ ہیں۔ (غزوہ بدر کے موقع پر) ہم نے حضور ﷺ کے لئے چھپر بنایا تھا۔ ہم نے کہا کہ حضور ﷺ کے ساتھ کون حفاظت کا فرض ادا کرے گا۔ کسی کی ہمت نہ ہوئی اور ابوبکر ؓ ننگی تلوار لے کر حضور ﷺ کے سرہانے حفاظت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ جو کافر بھی حضور ﷺ کی طرف آنے کا ارادہ کرتا اس پر جھپٹتے تھے۔ تو یہ ہیں لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر۔

پھر حضرت علی ؓ نے فرمایا کہ میں نے ایک دفع دیکھا قریش نے حضور ﷺ کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے کوئی آپ ؐ پر غصہ ہوتا تھا کوئی جھنجوڑ رہا تھا اور آپ پر الزامات لگا رہے تھے کہ تم نے کئی خداؤں کا ایک خدا بنا دیا ہے وغیرہ۔ واللہ! اس دن بھی سوائے ابوبکر ؓ کے کوئی بھی حضور ﷺ کے قریب نہ جا سکا۔ یہ آگے بڑھے کسی کو ہٹاتے کسی کو مارتے کسی سے لڑتے اور کسی کو جھنجوڑتے اور کہتے جاتے کہ تمہارا ناس ہو کیا ان کو اس لئے ہلاک کرتے ہو کہ یہ کہتے اللہ میرا رب ہے۔ اس کے بعد حضرت علی ؓ نے اپنی چادر ہٹائی اور اتنا روئے کہ داڑھی تر ہو گئی۔ اور پھر کہا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ وہ بندہ مومن جس کا قرآن میں آلِ فرعون کے ساتھ اللہ پاک نے ذکر فرمایا ہے ابوبکر ؓ سے بہتر ہے۔ لوگ خاموش رہے۔ حضرت علی ؓ نے فرمایا کہ ساری زمین اس آل فرعون کے مومن سے بھر جائے تو ان کی زندگی بھر کے اعمال سے حضرت ابوبکر ؓ کی ایک گھڑی زیادہ قیمتی ہے۔ آل فرعون کا وہ مومن تو اپنا ایمان چھپا رہا تھا اور یہ اپنے ایمان کا اعلان فرما رہے تھے۔

دوسری روایت میں یہ مزید آیا ہے کہ قریش حضور ﷺ کو چھوڑ کر ابوبکر ؓ پر پل پڑے اور اتنا مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے اور چہرہ پہچانا نہیں جاتا تھا۔

3.3 عقبہ کا حضور ﷺ پر اوجھڑی ڈالنا اور ابو البختری کی حمایت

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے۔ اور ادھر حطیم میں ابوجہل شیبہ بن ربیعہ عقبہ بن ابی معیط، امیہ بن خلف اوران کے دو ساتھی حطیم میں خوش گپیوں میں مشغول تھے۔ حضور پاک ﷺ طویل سجدوں والی نماز میں مشغول تھے۔ ابوجہل نے کہا کہ ہم میں سے کون ہے کہ فلاں قبیلے والوں کے پاس جائے اور انہوں نے جو اونٹ ذبح کیا ہے اس کی اوجھڑی ہمارے پاس لائے تا کہ ہم محمد ﷺ کے اوپر ڈال دیں۔ یہ بدبختی عقبہ کی قسمت میں ہی لکھی تھی چنانچہ وہ گیا اور اوجھڑی لے کر آیا اور حضور ﷺ کے کندھوں پر حالت سجدہ میں ڈال دی میں وہاں کھڑا تھا لیکن مجھے کچھ کہنے کی ہمت نہ پڑی۔ میں تو اپنی حفاظت نہیں کر سکتا تھا اس کے بعد وہ کافر خوب ہنسنے لگے اور ہنسی کے مارے ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔ عبداللہ ابن مسعودؓ بے چارگی میں جانے لگے اور آپؐ کی صاحبزادی فاطمہؓ نے خبر سنی تو دوڑی ہوئی آئیں اور آپؐ کے کندھوں سے اوجھڑی کو ہٹایا۔ اور پھر قریش کی طرف متوجہ ہو کے انہیں برا بھلا کہا۔ کافروں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضور پاک ﷺ نے عادت شریفہ کے مطابق اپنی نماز مکمل کی اور ان کافروں کے حق میں بددعا کی۔ کہ اے اللہ! تو قریش کی پکڑ فرما عتبہ عقبہ ابوجہل اور شیبہ کی پکڑ فرما۔ (یہ تمام کے تمام جنگ بدر میں جہنم واصل ہوئے)۔

آپ مسجد سے باہر تشریف لائے تو ابوالبختری آپ کو بغل میں کوڑا دبائے ہوئے ملا اس نے حضور ﷺ کے چہرہ کی پریشانی دیکھ کر کہا آپ کو کیا ہوا؟ حضور پاک ﷺ نے کہا مجھے جانے دو اور اسے ٹالنے کی کوشش کی۔ ابوالبختری (ابھی یہ مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے کہا کہ خدا جانتا ہے میں آپؐ کو اس وقت نہیں جانے دونگا جب تک آپ نہیں بتائینگے۔ آپؐ کو ضرور کوئی بڑی تکلیف پہنچی ہے۔ آپ نے مجبور ہو کر سارا واقعہ سنایا کہ کس طرح ابوجہل کے کہنے پر اوجھڑی ڈالی گئی۔ اس نے حضور پاک ﷺ کو کہا آپؐ میرے ساتھ واپس مسجد حرام چلیں۔ ابوالبختری ابوجہل سے مخاطب ہوا۔ کہ اے ابوالحکم! تمہارے کہنے پر محمد ﷺ پر اوجھڑی ڈالی گئی؟ اس نے کہا ہاں۔ ابوالبختری نے اس کے سر پر کوڑا مارا کہ خون نکل آیا۔ اب کافروں میں آپس میں ہاتھا پائی ہونے لگی۔ ابوجہل چیخا تم لوگوں کا ناس ہو تمہارے اسے جھگڑے کا فائدہ محمد ﷺ کو ہو رہا ہے۔ اور وہ تو چاہتے ہیں کہ ہمارے درمیان دشمنی پیدا ہو اور انکے ساتھی بچ جائیں۔ (کیا عجب ہے کہ ابوالبختری کا یہ عمل اللہ کو اتنا پسند آیا کہ بعد میں وہ اسلام میں داخل ہو گئے)

3.4 ابوجہل کی گستاخی اور حضرت حمزہؓ کا انتقام اور دخول اسلام

حضور پاک ﷺ صفا پہاڑی کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں ابوجہل اچانک سامنے آیا اور راستہ روک کر آپ کو بہت تکلیف پہنچائی۔ حمزہؓ کی اہلیہ یہ سب دیکھ رہی تھیں۔ چنانچہ حمزہؓ جب شکار سے واپس لوٹے تو ان کی اہلیہؓ نے کہا اے ابوعمارہ! ابوجہل نے تمہارے بھتیجے کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اگر تم دیکھ لیتے تو نہ جانے اس کا کیا کرتے۔ چنانچہ حمزہؓ گھر میں داخل ہوئے بغیر ہی چل پڑے کہ آپ کی گردن میں کمان لٹکی ہوئی تھی۔ مسجد حرام میں پہنچ کر آپ سیدھے ابوجہل کی طرف بڑھے جہاں وہ ایک محفل میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور بغیر کچھ کہے زور سے اس کے سر پر کمان ماری اور سر زخمی کر دیا۔ کچھ لوگ اٹھے اور حمزہؓ کو روکنے لگے۔ حمزہؓ نے کہا کہ یہ تو کمان کی مار تھی اور اس کے بعد تلوار کی ہوگی۔

آپ نے ان کے سامنے کلمہ پڑھا کہ لو میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میرا دین بھی وہی ہے جو محمد ﷺ کا ہے اور تم سچے ہو تو مجھے اس سے روک کر دیکھ لو۔ حمزہؓ کے مسلمان ہونے سے مسلمانوں کو بہت تقویت حاصل ہوئی اور قریش خیال کرنے لگے کہ حمزہؓ اب حضور ﷺ کی حفاظت فرمائیں گے۔

3.5 عتیبہ وعتبہ پسران ابولہب کا ام کلثومؓ اور رقیہؓ بنات محمد ﷺ کو طلاق۔ عتیبہ کی گستاخی کا انجام بد

عتیبہ ابولہب کے بیٹے کا نکاح حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ سے اور اس کے بھائی عتبہ کا نکاح حضرت رقیہؓ بنت محمد ﷺ سے ہوا تھا۔ اور ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ کہ حضور پاک ﷺ کی نبوت کا اعلان ہوا اور ابولہب مخالفین میں شامل ہوا۔ یہاں تک کہ سورۃ تبت یدا نازل ہوئی جس میں ابولہب کا نام لے کر اس کی بدبختی کا بیان ہوا۔ اس پر اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو بلایا اور کہا تم سے میرا کوئی تعلق نہیں اگر تم محمد ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق نہ دو اور انکی ماں جو حرب بن امیہ کی بیٹی تھی اور جس کا ذکر بھی اسی سورۃ شریف میں آیا ہے اس نے بھی ان دونوں سے طلاق کا کہا کہ ''وہ دونوں صاحبزادیاں بے دین ہو چکی ہیں'' چنانچہ ان دونوں نے طلاق دے دی۔ لیکن بدبخت عتیبہ حضور ﷺ کے پاس آیا۔ اور کہا کہ میں نے تمہارے دین کا انکار کیا ہے اور ام کلثومؓ کو طلاق دے دی ہے تا کہ نہ تم

کبھی میرے پاس آؤ اور نہ میں کبھی تمہارے پاس آؤں اور یہ کہہ کر حضورﷺ پر حملہ کیا اور آپؐ کی قمیض مبارک پھاڑ دی۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ تجھ پر اپنا کوئی شیر مسلط کر دے۔ کچھ عرصہ بعد یہ قریش کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ گیا اور قافلہ نے رات کو ایک مقام زرقا پر قیام کیا ایک شیر نے رات کو اس قافلہ کا چکر لگایا۔ عتیبہ کہنے لگا ''میری ماں کی ہلاکت یہ شیر تو مجھے ہی کھانے آیا ہے جیسے کہ محمدﷺ نے فرمایا تھا۔ مجھے تو محمدﷺ نے مار ڈالا حالانکہ وہ مکّہ میں ہے اور میں ملک شام میں۔ قافلہ والوں نے دلاسا دیا اور اس کو اپنے درمیان میں لٹا دیا اور حفاظت کی خاطر آگ بھی روشن کر دی۔

چنانچہ وہ شیر دوبارہ آیا اور سب کو پھلانگتا ہوا عتیبہ تک پہنچا اور اس کا سر چبا ڈالا اور اس کا گوشت نوچ ڈالا اور ہلاک کر دیا۔ حضور پاکﷺ نے حضرت رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیا اور انکے انتقال کے بعد حضرت ام کلثومؓ کو ان کے عقد میں دیا۔

عتیبہ نے گستاخی کی تو اس کا یہ حشر ہوا۔ جبکہ عتبہ نے بے شک طلاق تو دی لیکن گستاخیِ رسول کا مرتکب نہ ہوا۔ اسے فتح مکہ کے دن ایمان نصیب ہوا اور حضور پاکﷺ نے انہیں اپنا بنالیا۔

3.6 مکّہ مکرّمہ میں نبی کریمؐ کے پڑوسیوں کا آپؐ کو ایذا پہنچانا

مکہ مکرمہ میں ایک اور مصیبت جس پر حضورﷺ نے صبرِ عظیم فرمایا وہ آپؐ کے پڑوسی تھے۔ آپؐ کا مکان ابولہب اور عقبہ بن ابی معیط کے درمیان تھا۔ جب آپؐ اپنے گھر لوٹتے تو دروازے پر اوجھڑی اور خون، گندگی پاتے جسے آپؐ اپنی کمان سے ہٹاتے جاتے اور کہتے جاتے کہ اے قریش یہ اپنے پڑوسی کے ساتھ بہت برا سلوک ہے۔ اور روایتوں میں آیا ہے کہ پڑوسی دیوار پر سے آپؐ کے کھانے کی ہنڈیا میں گندگی پھینک دیتے۔ اور ابو لہب کی بیوی کانٹے دار جھاڑیاں اور کانٹے آپؐ کے دروازے کے سامنے ڈال کر آپؐ کو تکلیف پہنچاتی۔

3.7 نبی کریمﷺ کا سفر طائف اور اہل طائف اور ان کے سرداروں کی ایذا رسانی

ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے حضورﷺ سے پوچھا کہ جنگ احد کے دن سے بھی زیادہ سخت دن آپؐ پر کوئی آیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے تمہاری قوم سے بہت زیادہ تکلیفیں اٹھانا پڑیں اور سب سے زیادہ تکلیف عقبہ

(طائف) کے دن اٹھانی پڑی حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ابو طالب کے انتقال کے بعد قریش کی تکلیفیں اور سختیاں بہت بڑھ گئیں۔ یہاں تک کہ حضورﷺ نے فرمایا اے میرے چچا۔ آپ کی کمی بہت جلد محسوس ہونے لگی۔ آخر آپؐ نے طائف کے سفر کا فیصلہ فرمایا۔ اس امید پر کہ قبیلہ ثقیف اپنے ہاں ٹھہرائیں گے اور آپؐ کی مدد کریں گے۔ آپؐ نے قبیلہ ثقیف کے تین سرداروں عبدیالیل بن عمر وحبیب بن عمرو اور مسعود بن عمرو (جو بھائی تھے) سے ملاقات فرمائی۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو کچھ دے کر بھیجا ہے تو میں غلاف کعبہ کی چوری کروں۔ دوسرے نے کہا کہ اس ملاقات کے بعد میں آپ سے کبھی بات نہیں کرونگا کیونکہ آپ واقعی اگر رسول ہیں تو آپ کا مقام بہت بلند ہے کہ مجھ جیسا آپ سے بات کرے اور تیسرے نے کہا کہ کیا رسول بنانے کیلئے آپ ہی رہ گئے تھے۔ کیا آپ کے علاوہ کوئی اور نہیں ملا؟ آپؐ سے جو گفتگو فرمائی وہ تمام قبیلہ میں بتا دی گئی اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سب جمع ہو کر حضورﷺ کا مذاق اڑانے لگے راستے کے دونوں طرف بیٹھ گئے اور انہوں نے اپنے ہاتھوں میں پتھر لئے ہوئے تھے اور ہر قدم پر پتھر مارتے اور آپؐ کا مذاق اڑاتے جاتے۔ یہاں تک کہ آپ باہر آئے تو جوتے خون سے بھرے ہوئے تھے اور اسامہؓ جو آپؐ کے ساتھ تھے انہوں نے آپؐ کو کندھوں پر اٹھالیا۔

پھر آپؐ انگوروں کے باغ میں داخل ہوئے کہ کچھ آرام کرلیں اور انگور کی بیل کے سائے میں بیٹھ گئے۔ آج آپؐ بہت ہی غمگین دکھی اور دلی تکلیف میں تھے۔ یہ باغ عتبہ اور شیبہ بن ربیعہ کا تھا آپؐ نے ان سے گفتگو کرنی مناسب نہ سمجھی کیونکہ یہ دونوں کافر تھے اور اللہ اس کے رسول کے دشمن حالانکہ آپؐ سخت تکلیف اور پریشانی میں تھے۔ ان دونوں نے اپنے غلام عدّاس کو انگور دے کر حضورﷺ کی خدمت میں بھیجا عدّاس عیسائی تھے اور نینوا کے رہنے والے تھے۔ عدّاس نے انگور پیش کئے اور آپ نے بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کیا۔ عدّاس کو بڑا تعجب ہوا۔ آپؐ نے عدّاس سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ انہوں نے کہا نینوا کا آپﷺ نے فرمایا اس نیک شخص کے شہر کا جنکا نام یونس بن متیٰ علیہ السلام تھا۔ عدّاس نے پوچھا کہ آپ کو اسکا کیوں کر علم ہے کہ یونس کون ہیں۔

آپؐ نے فرمایا وہ میرے بھائی تھے اور نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔ انہوں نے گواہی دی کہ آپ نے یونسؑ کے تمام حالات انکو سنائے اور آپؐ کی عادت مبارکہ تھی کہ اللہ کے پیغام پہنچانے میں سب کی اہمیت برابر تھی۔ (غلام ہو یا آقا) عدّاس نے کہا کہ مجھے حضرت یونسؑ کے بارے میں مزید کچھ بتائیں تو حضورﷺ نے حضرت یونس

کے متعلق جو آیات قرآنی نازل ہوئی تھیں وہ سب تلاوت فرمائیں اس پر عدّاس حضور ﷺ کے سامنے سجدہ میں گر گئے اور آپ کی قدم بوسی کی جن میں سے خون بہہ رہا تھا۔ آپ کے سر اور ہاتھوں کو چومنے لگے اور توحید و رسالت کی گواہی دی جب شیبہ اور اس کے بھائی عتبہ نے عدّاس کو یہ کرتے ہوئے دیکھا تو سکتہ میں آ گئے۔ چنانچہ واپسی پر عدّاس نے پوچھا تمہیں کیا ہوا کہ تم نے محمد ﷺ کو سجدہ بھی کیا اور قدم بوسی بھی کی تم نے ہمارے ساتھ کبھی ایسا نہیں کیا۔ حضرت عدّاسؓ نے کہا کہ یہ ایک انتہائی نیک انسان ہیں اور انہوں نے مجھے چند ایسی باتیں بتائیں جو یونسؑ کے متعلق مجھے پتہ تھیں۔ اور انہوں نے بتایا کہ وہ (محمد ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اس پر وہ دونوں ہنس پڑے اور کہنے لگے ارے یہ صاحب تمہیں نصرانیت سے نہ ہٹا دیں یہ شخص بہت دھوکا دیتا ہے۔ جب آپؐ کو اہل طائف سے قدرے اطمینان ہوا تو آپؐ نے یہ دعا مانگی۔

"اے اللہ! تجھ سے ہی شکایت کرتا ہوں میں اپنی کمزوری اور بے بسی کی اور لوگوں میں ذلت اور رسوائی کی۔ اے ارحم الراحمین تو ہی کمزوروں کا رب ہے اور تو ہی میرا پروردگار ہے تو مجھے کس کے حوالے کرتا ہے؟ کسی اجنبی بیگانے کے جو مجھے دیکھ کر ترش رو ہوتا ہے۔ اور منہ چڑھاتا ہے یا کہ کسی دشمن کے جس کو تو نے مجھ پر قابو دے دیا ہے۔ اے اللہ! اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں۔ تیری حفاظت مجھے کافی ہے میں تیرے چہرے کے اس نور کے طفیل جس سے تمام اندھیرے روشن ہیں جس سے دنیا اور آخرت کے تمام کام درست ہو جاتے ہیں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ پر تیرا غصہ ہو یا تو مجھ سے ناراض ہو۔ تیری ناراضگی کا اس وقت تک دور کرنا ضروری ہے جب تک تو راضی نہ ہو نہ تیرے سوا کوئی طاقت اور نہ قوت۔"

حضور پاک ﷺ انتہائی غم اور پریشانی میں جب مقام قرن ثعالب پر پہنچے تو جو آپؐ نے دیکھا وہ اس طرح بیان فرماتے ہیں "جب طبیعت کچھ بحال ہوئی تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک بادل مجھ پر سایہ کئے ہوئے ہے غور سے دیکھا تو اس میں جبرئیلؑ تھے۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی اور قوم کی وہ گفتگو سنی اور اب ایک فرشتہء جبال کو بھیجا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ ان کفار کے متعلق فرشتے کو جو حکم چاہیں دیں وہ تعمیل کرے گا۔ اس کے بعد پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے محمد ﷺ آپ نے جبرئیلؑ سے جو سنا

ہے وہ بالکل ٹھیک ہے آپ کیا چاہتے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو اللہ دونوں پہاڑوں کو (جس کی وادی) میں شہر طائف آباد تھا۔ (نیا طائف آج کل اس وادی کے باہر ہے) ملا دوں اور یہ کچل جائیں حضور ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں میں ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو ایک اللہ کی عبادت کریں گے اور کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

حضور ﷺ کی ان دعاؤں کے صدقے میں اسی عبد یا لیل اور ان کے بھائیوں کو اسلام نصیب ہوا۔ یہ مدینے آئے اور اپنے کو حضور ﷺ کے حوالے کر دیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے انکی غلامی کا تاج سر پر سجایا اور رضی اللہ عنھم ورضوعنہ میں شامل ہو گئے۔

3.8 صدیقؓ کی حرم مکّہ میں تقریر کے نتیجے میں کافروں کی اتنی زدوکوب کہ زندہ بچنے کی امید نہ رہی

یہ اس دن کا واقعہ ہے جس دن حضرت حمزہؓ مسلمان ہوئے اور حضور ﷺ نے عمر فاروق یا ابو جہل کے لئے ہدایت کی دعا کی اللہ پاک نے یہ دعا عمر فاروق کے حق میں قبول فرمائی۔ یہ بدھ کا دن تھا اور جمعرات کو عمر فاروقؓ اسلام میں داخل ہوئے یہ نبوت کا چھٹا سال تھا۔

جب صحابہ (مردوں) کی تعداد اڑتیس (۳۸) تک پہنچی اور سب ہی موجود تھے کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضور ﷺ سے اصرار فرمایا کہ ہم اسلام کی کھل کر دعوت دیتے ہیں۔ حضور ﷺ جیسے کہ آپ شفیق تھے اور اس کام کا انجام آپ کی نگاہ میں تھا انکار فرمایا لیکن ابو بکر صدیقؓ کے اصرار کرنے پر اجازت دیدی۔ چنانچہ مسلمان مسجد حرام کے مختلف حصوں میں بکھر گئے اور حضرت ابو بکرؓ نے تقریر شروع فرمائی اسلام میں یہ پہلی تقریر تھی اور حضور ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس تقریر کا شروع ہونا تھا کہ کفّار مکّہ ابو بکرؓ پر خصوصاً اور تمام مسلمانوں پر عموماً ٹوٹ پڑے اور بے تحاشہ مارنا شروع کیا (اس وقت مسلمانوں کو جواب دینے کی اجازت نہیں ملی تھی) ابو بکر صدیقؓ کو خوب مارا اور پاؤں تلے روندا۔ عتبہ بن ربیعہ فاسق نے ابو بکرؓ کو ئی تلے والے جوتوں سے بہت مارا اور خاص طور پر ٹیڑھا کر کے آپ کے چہرہ مبارک پر مارتا تھا۔ اور ابو بکرؓ کے پیٹ پر کودتا تھا۔ چہرہ پر اتنا ورم آ گیا کہ چہرہ ناک کے برابر سوج گیا اور پہچانا نہیں جاتا تھا۔

آپ کے قبیلے بنوتیم والے دوڑتے ہوئے آئے اور مشرکین کو ہٹایا۔اور وہ بے ہوش ہو چکے تھے۔انہیں ایک چادر میں ڈال کر انہیں گھر پہنچایا اور انہوں نے خیال کیا ابوبکرؓ کے بچنے کی کوئی امید نہیں چنانچہ واپس آ کر کہا کہ ابوبکرؓ انتقال کر گئے تو ہم بدلے میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کرینگے۔ پھر اہل قبیلہ ابوبکرؓ کے پاس واپس آئے اور یہ اور ابوقحافہ ان کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتے رہے۔شام کے وقت ابوبکرؓ کو ہوش آیا تو پہلا جملہ آپ کی زبان مبارک سے نکلا کہ رسول اللہ کا کیا ہوا؟ (آپ کیسے ہیں؟) آپ کے قبیلے والوں کو غصّہ آ گیا (کہ جن کی وجہ سے مار کھائی ہے انہیں کی فکر ہے) اور وہ اٹھ کر چلے گئے لیکن آپ کی والدہ اِمِ خیر سے کہتے گئے کہ ان کا خیال رکھنا جب ابوبکرؓ پوری طرح ہوش میں آئے تو آپ کی والدہ نے کھانے کے لئے اصرار کیا لیکن ابوبکرؓ کی ایک ہی رٹ تھی کہ وہ کیسے ہیں جب زیادہ اصرار بڑھا تو امّ خیر نے کہا کہ واللہ! مجھے تمہارے حضرت صاحب کی کچھ خبر نہیں۔ ادھر ابوبکرؓ نے قسم کھالی کہ جب تک ان کے متعلق مجھے معلوم نہ ہوگا میں کچھ کھاؤنگا نہ پیونگا۔ ماں آخر ماں ہوتی ہے ابوبکرؓ نے کہا کہ آپ جائیں اور عمرؓ کی بہن ام جمیل سے خبر لے کر آئیں کہ وہ کیسے ہیں۔ چنانچہ وہ ام جمیل کے پاس گئیں اور کہا کہ میرا بیٹا ابوبکرؓ تم سے محمدﷺ کی خیریت دریافت کر رہا ہے ام جمیل نے کہا نہ میں ابوبکر کو جانتی ہوں نہ محمدﷺ کو۔ ہاں اگر تم کہو تو تمہارے بیٹے کے پاس چلتی ہوں چنانچہ دونوں خواتین واپس آئیں ابوبکرؓ زمین پر لیٹے ہوئے تھے اور ان میں بیٹھنے کی بھی سکت نہیں تھی اور سخت بیمار تھے۔ام جمیلؓ رونے لگیں اور کہا کہ جن فاسقوں اور کافروں نے آپ کا یہ حال کیا ہے۔اللہ تعالیٰ ان سے آپ کا بدلہ ضرور لے گا۔ابوبکرؓ کا صرف ایک ہی سوال تھا کہ حضورﷺ کا کیا بنا امّ جمیلؓ نے کہا کہ آپ کی والدہ سن رہی ہیں۔ آپ نے کہا ان سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔ام جمیلؓ نے کہا کہ حضورﷺ بالکل ٹھیک ہیں ابوبکرؓ نے پوچھا اس وقت وہ کہاں ہیں؟ ام جمیلؓ نے کہا وہ ارقمؓ کے گھر پر تشریف رکھتے ہیں۔اب جب کہ خیریت معلوم ہوگئی تو اِمّ خیر نے کھانے پر اصرار کیا ابوبکرؓ نے کہا کہ واللہ! میں اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گا جب تک ان کا دیدار نہ کرلوں۔ ماں کی مامتا اندھیرے کا انتظار کرنے لگی جب اندھیرا ہوا تو گلیوں میں آمد و رفت ختم ہوئی تو اپنی والدہ اور اِمّ جمیلؓ کے سہارے گھسٹتے ہوئے دار ارقمؓ میں حضورﷺ کی خدمت میں پہنچے۔حضورﷺ ابوبکرؓ کو دیکھ کر ان پر جھک گئے اور بوسہ لیا اور سارے مسلمان جو وہاں موجود تھے ان کی طرف متوجہ ہوئے۔حضورﷺ پر انکی حالت دیکھ کر رقت طاری ہوگئی اور ابو بکرؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے اور تو کوئی تکلیف نہیں ہے بس اس فاسق نے

میرے چہرے کو بڑی تکلیف پہنچائی ہے۔اور یہ میری والدہ ہیں جو اپنے بیٹے سے بڑی محبت اور اچھا سلوک کرتی ہیں آپ بہت برکت والے ہیں۔ میری والدہ کو اللہ کی طرف دعوت دے دیں اور دعا فرمائیں کیا بعید ہے کہ اللہ پاک انکو آپ کے صدقے (ذریعہ) سے آگ سے بچالے۔ چنانچہ حضورﷺ نے انکو اسلام کی دعوت دی اور دعا کی اور حضورﷺ کے صدقے میں وہ اسی وقت مسلمان ہوگئیں۔ صحابہ کرام کچھ دیر ارقمؓ کے مکان میں ہی ٹھہرے رہے اور اسی مکان میں عمرؓ اسلام لائے۔

3.9 کافروں سے تنگ آ کر حضرت ابوبکرؓ کا مکّہ مکّرمہ چھوڑ دینا اور ابن دغنہ کی پناہ میں واپسی

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا اپنے والدین کو اسلام پر پایا۔اور روزانہ حضورﷺ صبح و شام دونوں وقت ہمارے یہاں تشریف لایا کرتے۔ جب مسلمانوں پر ظلم بہت بڑھا تو ابوبکرؓ حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادے سے چل پڑے۔ جب آپ برک الغماد (جو مکہ سے دو دن کے سفر پر ہے) پہنچے تو وہاں قبیلہ قارہ کے سردار ابن دغنہ سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا کہ اے ابوبکرؓ کہاں کا ارادہ ہے! ابوبکرؓ نے کہا مجھے میری قوم نے نکال دیا ہے اور میرا ارادہ ہے کہ زمین کی سیاحت کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں۔ابن دغنہ نے کہا تمہارے جیسے انسان کو نہ خود نکلنا چاہئے اور نہ اس کو نکالنا چاہئے۔ کیوں کہ تم نایاب چیزیں حاصل کر کے لوگوں کو دیتے ہو صلہ رحمی کرتے ہو ضرورت مندوں کا بوجھ اٹھاتے ہو۔مہمان نوازی کرتے ہو اور مصائب میں گرفتار لوگوں کی مدد کرتے ہو میں تمہیں پناہ دیتا ہوں۔تم واپس چلو اور اپنے شہر میں اپنے رب کی عبادت کرو۔ چنانچہ ابوبکرؓ ابن دغنہ کے ساتھ واپس آ گئے۔شام کے وقت ابن دغنہ نے قریش کے سرداروں سے ملاقاتیں کی اور ان کی (اوپر والی) صفات دہرائیں اور کہا کہ ایسے انسان کو نہ مکہ چھوڑنا چاہئے اور نہ اسے نکالنا چاہئے اور یہ کہ وہ ابوبکرؓ کو پناہ دیتا ہے۔قریش اس پناہ کو انکار نہ کرسکے لیکن ابن دغنہ سے کہا کہ ابوبکرؓ سے کہہ دو کہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر میں کریں۔اور نمازیں پڑھا کریں جتنا چاہیں قرآن شریف کی تلاوت کریں اور علی الاعلان عبادت کر کے اور بلند آواز سے قرآن پڑھ کر ہمیں تکلیف نہ پہنچائیں کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہماری عورتوں اور بچوں کو فتنہ میں ڈال دیں گے۔ یہ باتیں ابن دغنہ

نے ابوبکرؓ کو پہنچادیں ابوبکرؓ نے ان شرائط کی پابندی کی اور گھر ہی میں سب کچھ کرتے اور گھر کے علاوہ کہیں اونچی آواز میں تلاوت نہیں کرتے ۔ پھر آپ نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی اور اسی میں عبادت کرتے ۔قرآن بلند آواز سے (گھر میں) پڑھنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ مشرک عورتیں اور بچے اس شیریں کلام پر ٹوٹ پڑے اور ابوبکرؓ تو بہت صاحبِ گریہ تھے جب قرآن پڑھتے تو اپنی آنکھوں پر قابو نہ ہوتا اور بے اختیار رونے لگتے (جس کا اثر دیکھنے والے کے قلب پر ہوتا) ان حالات پر قریشی سردار پریشان ہوگئے اور انہوں نے ابن دغنہ کے پاس آدمی بھیجا۔ابن دغنہ سے ابوبکرؓ کی شکایت کی اور کہا یہ ابوبکرؓ نے صحن میں مسجد بنالی ہے اور بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں جبکہ گھر کی شرط تھی۔ آپ انہیں روکیں ورنہ ابوبکر آپ کی پناہ واپس کریں۔

ابن دغنہ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ جس شرط پر تم کو اپنی پناہ میں لیا تھا وہ پوری کریں یا میری پناہ واپس کریں کیوں کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ عرب کے لوگ یہ سنیں کہ میں نے جس شخص کو پناہ دی وہ پناہ توڑ دی گئی حضرت ابوبکرؓ نے کہا میں تمہاری پناہ کو واپس کرتا ہوں اور اللہ پاک کی پناہ پر راضی ہوں ۔ چنانچہ ابن دغنہ کھڑے ہوئے اور اعلان کیا ''اے جماعت قریش ابن ابی قحافہؓ نے میری پناہ واپس کردی ہے اب تم اپنے اس ساتھی کے ساتھ جو چاہو کرو''۔ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ اس اعلان کے بعد حضرت ابوبکرؓ کعبہ کی طرف جارہے تھے کہ راستے میں قریش کے ایک بیوقوف نے ان کے سر پر مٹی ڈالدی۔آپ کے پاس سے ولید بن مغیرہ یا عاص بن وائل گزرا اس سے ابوبکرؓ نے کہا کہ تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ یہ بیوقوف میرے ساتھ کیا کررہا ہے؟ اس نے کہا یہ تو تم اپنے ساتھ خود کررہے ہو۔ابوبکرؓ نے فرمایا:''اے میرے رب آپ کس قدر حلیم ہیں۔اے میرے رب آپ کس قدر حلیم ہیں۔اے میرے رب آپ کس قدر حلیم ہیں''۔

3.10 حضرت بلال حبشیؓ پر ان کے آقا امیہ بن خلف اور ساتھیوں کا ظلم اور بلالؓ کا صبر اور استقامت

بلال حبشیؓ کا تعلق ایتھوپیا سے تھا اور آپ اسلام کے بدترین دشمن امیہ بن خلف کے غلام تھے۔آپ کا رنگ کالا تھا لیکن دل اور سینہ نور ہی نور تھا امیہ بن خلف آپ کی بہت عزت کرتا تھا چونکہ اس کی نگاہ میں (اور حقیقت)

میں آپ انتہائی امانتدار تھے۔شہروں کے درمیان تجارتی قافلوں میں اپنے آقا کے قائم مقام ہوتے۔ایک تجارتی سفر میں ان کی ابوبکرؓ سے دوستی ہوگئی حضورؐ نے جب نبوت کا اعلان فرمایا تو ابوبکرؓ ایمان لائے اور چونکہ وہ بلالؓ کو بہت محترم سمجھتے تھے اسلام کا تعارف کروایا۔

پہلے تو بلالؓ ہچکچائے چونکہ انہیں یقین تھا کہ ان کا آقا اس کو برداشت نہیں کرے گا اور انہیں سخت آزمائش اور فتنہ میں مبتلا کردے گا۔لیکن ابوبکرؓ برابر تبلیغ کرتے رہے۔آخر اسلام کا نور ان کے قلب میں داخل ہوگیا اور وہ حضور پاک ﷺ کے ہاتھوں پر ایمان لے آئے۔

کسی نے امیہ بن خلف کو اس کی اطلاع دے دی۔اسے یقین نہ آیا لیکن بات کھل گئی اور پہلے اس نے بلالؓ کو سمجھانے کی کوشش کی۔لیکن جب بلالؓ اپنے عقیدہ پر قائم رہے۔تو اس نے ان کو عذاب دینا شروع کیا۔یہ انہیں مکہ کی گلیوں میں گھسیٹتا تھا۔اور کوڑے لگاتا جب تھک جاتا تو اوروں کو دعوت دیتا کہ وہ اس کام میں اس کی مدد کریں۔لیکن بلالؓ کی زبان سے احد احد یعنی میرا اللہ ایک ہے کی رٹ لگی رہتی۔آپ کو لوہے کی ذرہ پہنا کر سخت دھوپ میں ڈال دیا جاتا اور گرم ہونے پر سخت تکلیف ہوتی۔امیہ بلالؓ کو مکّہ کی دھوپ اور پتھریلی زمین پر کمر کے بل لٹا دیتا اور ایک پتھر سینہ پر رکھ دیتا اور کہتا کہ تم ان تکلیفوں میں مبتلا رہو گے یہاں تک کہ تم مرجاؤ یا محمد ﷺ کو چھوڑ دو۔ ایک دن ابوبکرؓ کا بلالؓ پر گزر ہوا اور انہیں سخت عذاب دیا جارہا تھا۔ابوبکرؓ نے امیہ سے کہا۔کیا تو اس مسکین کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا کب تک ان کو اس طرح عذاب دیتا رہیگا۔امّیہ نے کہا اس کے ذمہ دار تم ہو تم نے ہی اس کو بگاڑا ہے اور اب اتنی ہمدردی ہے تو انہیں ان تکالیف سے نکالو۔ابوبکرؓ نے کہا کہ میں تیار ہوں۔میرے پاس ایک غلام ہے جو بلالؓ سے زیادہ کام کا اور مضبوط ہے اور ہے بھی تمہارے دین پر وہ غلام تم بلال کے بدلے میں لے لو۔ امیہ نے کہا مجھے قبول ہے اس طرح ابوبکرؓ نے بلالؓ کو لے کر آزاد کردیا حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت سے پہلے بلال حبشیؓ کے علاوہ چھ غلاموں کو اسلام کی خاطر اسی طرح آزاد کرایا۔ابوبکرؓ جب بلالؓ کو گھر لے آئے تو بہت زیادہ تشدد کی وجہ سے آپؓ بے ہوش تھے۔آگے انہیں کی زبانی سنئے۔

''پانچ دن تک میں حضرت ابوبکرؓ کے گھر ایک اندھیرے کمرے میں پڑا ہوش اور بیہوشی کے درمیان ڈولتا رہا۔اور سرگوشیوں میں باتیں کرنے والی مدھم صورتیں تیل، مرہم اور ٹھنڈک پہنچانے والے کپڑوں کے ساتھ مجھ پر

سایہ فگن رہیں۔ ایک بار جب میں جاگا تو کسی کو کمرے کے کونے میں مصروف عبادت دیکھا۔ لیکن پھر سو گیا۔ چھٹی صبح میں باہر تازہ ہوا میں جانے کے قابل ہوا ابوبکرؓ اتنے خوش تھے کہ انہوں نے میرے لئے ایک بکری کا دودھ دوہا۔ پھر فرمایا: جناب رسول پاک ﷺ خود تین دن تمہارے سرہانے کھڑے ہو کر تمہارے لئے دعا کرتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ تمہارا بخار اتر گیا اور سب کو یقین ہو گیا کہ اب تم بچ گئے ہو۔ بلالؓ! کل ہم تم دونوں حضور ﷺ اکرم کی خدمت میں حاضر ہونگے۔''

اگلے دن ہم حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپؐ اپنے چچازاد بھائی حضرت علیؓ کے ساتھ ایک معمولی چٹائی پر تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے میری طرف دیکھا تو آپؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ پھر آپؐ نے اٹھ کر مجھے سینے سے لگا لیا اور فرمایا: بلالؓ نے اللہ تعالیٰ کو خوش کر دیا ہے۔ مزید فرمایا: بلالؓ تمہارے بارے میں ہمیشہ کہا جائے گا: یہ پہلا شخص تھا جس پر اسلام کی خاطر تشدد کیا گیا۔

میں نے اپنے آپ کو ایسا شخص محسوس کیا جسے ایک گڑھے میں سے بحفاظت اوپر اٹھا لیا گیا ہو۔ حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں میں میرے لئے جو آنسو آئے تھے۔ لوگ کہتے تھے کہ ان آنسوؤں کی بدولت میں دولت مند آدمی ہو گیا ہوں۔ حضور ﷺ نے مجھے بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ اس سے پہلے میں کبھی کسی قریش کے برابر میں نہیں بیٹھا تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے دھیمی آواز میں فرمایا: ''بلالؓ! تم کس انداز سے اللہ تعالیٰ کو جانتے ہو؟''
''میں اسے اپنے دل میں جانتا ہوں۔ میں نے عرض کیا میں اسے جانتا ہوں مگر پھر بھی نہیں جانتا کیا اسے تلاش سے پایا جا سکتا ہے؟'' میں نے پوچھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا! ''ہاں بلالؓ! تلاش سے۔ اس کی عبادت سے۔ اس کی حمد سے۔ اس کے بندوں کے ساتھ حسن سلوک سے۔ اسے ضرور پایا جا سکتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ ہوں اور اللہ تعالیٰ کو پانے کا راستہ اسلام ہے۔'' آپ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر فرمایا: اسلام اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے سپرد کر دینے کا نام ہے۔ وہ خدائے واحد جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسلام میں سب انسان برابر ہیں۔ اسلام وہ مذہب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پسند فرمایا ہے۔'' یہ تھی حضور ﷺ سے میری پہلی ملاقات اور یوں میرے اسلام کا آغاز ہوا۔

ایک روز حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا: ''بلال! بلال! اب تمہیں ایک نیا کام کرنا ہے۔''

جی میرے آقا میں نے اپنا سر قدرے جھکا کر کہا۔ اس سے ابوبکرؓ کو صدمہ ہوا۔ انہوں نے مجھے کان سے پکڑ لیا اور اپنی پیشانی میری پیشانی سے لگا کر کہا:

''سنو بلال! تم آزاد ہو۔''

3.11 حضرت عمار بن یاسرؓ انکے والدین یاسرؓ اور سمیہؓ پر تشدد اور اس کے نتیجے میں والدین کی شہادت

حضرت عمارؓ ان کے والد یاسرؓ اور والدہ سمیہؓ کو بھی سخت اذیتیں دی گئیں لیکن وہ اسلام پر قائم رہے اور جان دی۔ عمارؓ کی ملاقات حضور ﷺ سے ہوئی تو وہ رو رہے تھے۔ حضور ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کے آنسو پونچھے اور آپؐ فرما رہے تھے کہ کفار نے تم کو پکڑ کر پانی میں اتنے غوطے دیئے کہ تم کو فلاں فلاں (نازیبا) باتیں کہنی پڑیں جب تمہارا دل مطمئن تھا تو ان باتوں کے کہنے میں کوئی حرج نہیں اگر وہ دوبارہ ایسی حرکتیں کریں تو تم دوبارہ اس طرح کہہ کر اپنی جان چھڑا لینا۔ ایک مرتبہ کافر آپ کو آگ کی اذیت دے رہے تھے۔ حضور ﷺ کا گزر ہوا تو حضور ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اے آگ تو عمار کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ جیسے ابراہیمؑ کے لئے ہوگئی تھی۔ اے عمار تمہیں ایک باغی جماعت شہید کرے گی۔ ایک مرتبہ ان تینوں کے ساتھ عبداللہ ابن یاسرؓ بھی تھے۔ ملعون ابوجہل نے والدہ عمار حضرت سمیہؓ کی شرمگاہ میں نیزہ مارا جس سے وہ شہید ہوگئیں اور یاسر بھی ان تکلیفوں میں شہید ہوئے اور حضرت عبداللہؓ کو بھی تیر لگا اور وہ گر گئے اور شہید ہوئے۔

3.12 حضرت خبّاب بن ارتؓ کو انگاروں پر لٹانا اور اس اذیت پر صبر اور امیر المومنین عمرؓ کا اپنی مسند خاص پر جگہ دینا

خباب بن ارتؓ ایک مرتبہ امیر المومنین عمرؓ کے پاس کسی کام سے تشریف لے گئے تو عمرؓ نے انہیں اپنی خاص مسند پر جگہ دی اور بٹھایا اور فرمایا ایک آدمی کے علاوہ روئے زمین کا کوئی شخص اس مسند پر بیٹھنے کا تم سے زیادہ حقدار نہیں۔ خباب نے پوچھا امیر المومنین وہ دوسرا کون ہے۔ آپ نے فرمایا بلال حبشیؓ ہیں خبابؓ نے کہا نہیں مجھ

سے زیادہ حقدار نہیں (کیوں کہ انکی تکالیف مجھ سے کم ہیں) اس لئے کہ مشرکوں میں بلالؓ کے جاننے والے موجود تھے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو بچا لیتے تھے۔ جبکہ میرا تو ان میں ایسا کوئی نہ تھا ایک مرتبہ مشرکین نے مجھے پکڑا اور آگ جلا کر اس میں ڈال دیا۔ پھر ایک شخص نے اپنا پیر میرے سینے پر رکھ دیا اور میں اس زمین سے اپنی کمر کو اونچی کر کے اپنے کو بچا رہا تھا۔ اس آگ کو میری کمر کی چربی نے ہی بجھایا۔ خبابؓ نے پھر اپنی کمر دکھائی جس پر برص کے داغ جیسے نشان پڑے ہوئے تھے۔

حضرت خبابؓ لوہار تھے اور عاص بن وائل کے ذمہ کچھ پیسے واجب الادا تھے۔ خبابؓ کے تقاضہ کرنے پر عاص نے کہا کہ واللہ! میں تمہارے پیسے اس وقت دونگا جب تم محمد ﷺ کا انکار کر دو گے۔ خبابؓ نے کہا واللہ! اگر تم مر کر زندہ بھی ہو جاؤ تب بھی انکار نہیں کرونگا۔ اس پر عاص نے کہا جب میں مر کر دوبارہ اٹھایا جاؤنگا وہاں تم میرے پاس آنا۔ وہاں میرے پاس بہت سارا مال اور اولاد ہوگی وہاں تمہارا قرض ادا کر دونگا۔ اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی

اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ ------ (سورۃ مریم آیت ۷۷ سے ۸۰ تک)

ترجمہ: کیا آپ نے دیکھا اس کو جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا مجھ کو مل کر رہے گا مال اور اولاد۔ کیا یہ جھانک آیا ہے غیب کو اور رحمان سے عہد لے رکھا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں ہم لکھ رکھیں گے جو وہ کہتا ہے۔ اور بڑھاتے جائیں گے اس کو عذاب میں لمبا۔ اور چھین لیں گے اس کے مرنے پر جو کچھ وہ بتلا رہا ہے اور یہ ہمارے پاس تنہا آئے گا۔

حضرت خبابؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ ؐ کعبہ کے سائے میں چادر کو ٹیک لگائے بیٹھے تھے اور ان دنوں مشرکین کی وجہ سے بہت سختی اٹھانی پڑ رہی تھی۔ خبابؓ نے عرض کیا۔ آپ ؐ اللہ پاک سے دعا نہیں فرماتے؟ آپ ؐ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ آپ ؐ نے فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ ہوئے کہ لوہے کی کنگھیوں سے ان کا گوشت اور پٹھا سب نوچ لیا گیا۔ اور ہڈیوں کے سوا کچھ نہ چھوڑا لیکن اتنی اذیتیں ان کو دین سے نہ ہٹا سکیں۔ اللہ پاک اس دین کو ضرور غالب کرے گا۔ یہاں تک کہ سوار صنعا سے حضر موت تک جائے گا اور اس کو کسی دشمن کا ڈر نہ ہوگا۔ سوائے اللہ کے اور سوائے بھیڑیئے کے اپنی بکریوں پر لیکن تم جلدی چاہتے ہو۔

3.13 حضرت ابوذر غفاریؓ کا کلمہ حق بلند کرنے پر کافروں کا تشدد اور آپ کا بار بار دہرانے کا عظم

جب ابوذر غفاریؓ کو حضور ﷺ کی بعثت کی خبر ہوئی تو آپ نے اپنے بھائی کو مکّہ شریف بھیجا کہ حضور پاک ﷺ جو مدعی نبوت ہیں انکی خبر لائیں چنانچہ وہ تشریف لائے اور معلومات حاصل کر کے لوٹ گئے۔ ابوذرؓ کو انکے جوابات سے تسلی نہ ہوئی تو خود مکّہ مکرّمہ روانہ ہوئے۔ مکّہ پہنچ کر مسجد حرام میں حضور ﷺ کی تلاش میں بیٹھ گئے لیکن حضور ﷺ کو پہچانتے نہ تھے اور کسی سے پوچھنا مناسب نہ سمجھا اسی انتظار میں رات ہوگئی تو وہیں لیٹ گئے۔ جناب علیؓ گزرے تو پردیسی مسافر خیال کر کے اپنے ساتھ لے گئے اور ان کی مہمانی کی۔ لیکن کچھ پوچھا نہیں دوسری رات بھی یہی ہوا اور پھر تیسری رات بھی لے گئے (تو کھانے کے بعد) حضرت علیؓ نے پوچھا کہ کیا تم مناسب سمجھتے ہو کہ مجھے بتاؤ کہ تم یہاں کس مقصد سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ اس شرط پر کہ تم مجھے ٹھیک ٹھیک بتاؤ گے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ضرور۔ تو ابوذر نے اپنے آنے کا مقصد بتایا۔ علیؓ نے فرمایا یہ حق ہے اور اللہ کے رسول ہیں جب صبح ملو تو میرے پیچھے پیچھے چلنا۔ اگر میں ایسی کوئی بات دیکھوں گا جس سے تمہارے لئے خطرہ ہو تو میں پیشاب کے بہانے رک جاؤں گا اور تم چلتے رہنا۔ ورنہ میرے پیچھے جس گھر میں داخل ہوں اسی میں تم بھی آ جانا۔ اس طرح ابوذرؓ جناب علیؓ کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ انہوں نے حضور ﷺ کی بات سنی اور اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم اپنی قوم میں واپس لوٹ جاؤ۔ اور انہیں ساری بات بتاؤ اور وہیں رہو یہاں تک کہ میں تمہیں حکم بھیجوں۔ لیکن ابوذر نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں اس کلمہ کا مشرکین کے بیچ پورے زور سے اعلان کرونگا۔ آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ مسجد حرام میں قریش ٹولیوں میں بیٹھے باتیں کرتے تھے۔ ابوذر نے زور سے کہا

اشهد ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله

یہ سنتے ہی سارے کافر کھڑے ہو گئے اور اتنا مارا کہ آپؓ گر گئے اور انہیں لہولہان کر دیا۔ اور یہ مرنے کے قریب ہو گئے۔ عباسؓ (مسلمان ابھی نہیں ہوئے تھے) ان کو بچانے کے لئے انکے اوپر لیٹ گئے اور کہا کیا تمہیں

شاہان وقت کو دعوت اسلام

معلوم نہیں ہیں یہ قبیلہ غفار کا شخص ہے۔ اور شام جانے کے لئے تمہارے قافلے اسی قبیلے کے پاس سے گذرتے ہیں اسی طرح عباسؓ نے انہیں کافروں سے چھڑالیا۔

اگلے دن ابوذرؓ نے پھر وہی کہا اور پھر کافروں نے بھی انہیں خوب مارا اور پھر عباسؓ نے انہیں چھڑایا۔ جب طبیعت کچھ سنبھلی تو حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپﷺ نے ان کا یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ کیا میں نے تم کو منع نہیں کیا تھا۔ ابوذرؓ نے کہا کہ یارسول اللہ یہ میرے دل کی چاہت تھی جسے میں نے پورا کیا۔ پھر آپ کے ساتھ رہا۔ آپ نے اسلام سکھایا اور قرآن پڑھایا پھر فرمایا کہ اپنی قوم میں چلے جاؤ اور جب تمہیں ہمارے غلبہ کی خبر ملے تو میرے پاس آجانا۔ بوذرؓ لوٹ گئے ان کے بھائی انکی دعوت پر اسلام لے آئے پھر یہ دونوں بھائی والدہ کے پاس گئے اور انہیں بھی اسلام میں داخل کر دیا۔ آپ کی تبلیغ سے قبیلہ کے بعض لوگ مسلمان ہو گئے۔

3.14 حضرت مصعب بن عمیرؓ مکّہ مکّرمہ کے خوبصورت امیرزادے کی بے مثال قربانی

آپ مکّہ مکّرمہ کے شہزادے تھے۔ مکّہ کے سب سے زیادہ خوبصورت نوجوان تھے۔ اوران کے سر کے بال انتہائی خوبصورت اور عمدہ تھے۔ والدین کے اکلوتے تھے اور وہ ان سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔ اور انکی والدہ سب سے زیادہ خوبصورت عمدہ باریک لباس پہناتی تھیں مکّہ میں سب سے زیادہ عطر استعمال کرنے والے تھے اور حضرموت کے بنے ہوئے خاص جوتے پہنتے۔ حضورﷺ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہ فرماتے کہ میں نے مکّہ میں مصعب سے زیادہ عمدہ بالوں والا اوران سے زیادہ مہین (اور خوبصورت) جوڑے والا اوران سے زیادہ نازونعمت میں پلا ہوا کوئی نہیں دیکھا اور جب انہیں حضورﷺ کی خبر پہنچی کہ وہ دارارقم میں دعوت اسلام دے رہے ہیں تو حضورﷺ کی خدمت حاضر ہوکر مسلمان ہو گئے۔ اپنی والدہ اور قوم کے ڈر سے اپنے اسلام کو چھپائے رکھا۔ اور چھپ کر حضورﷺ کی خدمت میں آتے جاتے۔ ایک بار عثمان بن طلحہؓ (ابھی وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے انہیں نماز پڑھتے دیکھ لیا اور جاکر والدہ اور خاندان والوں کو اطلاع کر دی۔ ان لوگوں نے انہیں پکڑ کر قید کر دیا۔ پھر یہ مسلسل قید رہے۔ ہجرت حبشہ کے موقع پر قید سے فرار ہوکر ہجرت کر لی اور حبشہ چلے گئے۔ حبشہ سے واپسی پر ان کی حالت نہایت خستہ تھی اور ساری نازونعمت کا اثر ختم ہو چکا تھا۔ یہ دیکھ کر ان کی والدہ نے انہیں برا اور ملامت کرنا چھوڑ دیا۔

شاہان وقت کو دعوت اسلام

16.1 شاہ حبشہ نجاشی کے نام حضورﷺ کا گرامی نامہ اور جواب میں اظہار عقیدت

حضورﷺ نے عمرو بن امیہ ضمریؓ کے ہاتھ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں حضرت نجاشیؓ کے نام یہ گرامی نامہ بھیجا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''محمد رسول اللہ کی جانب سے نجاشی اصحم شاہ حبشہ کے نام''

''سلامتی ہو تم پر میں تمہارے سامنے اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جو بادشاہ ہے۔ اور پاک ذات ہے امان دینے والا اور پناہ میں لینے والا ہے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰؑ اللہ کی (پیدا کی ہوئی) روح ہیں اور اللہ کا کلمہ ہیں۔ جسے اللہ پاک نے حضرت مریم کی طرف القاء کیا چنانچہ وہ امید سے ہوگئیں۔ اور اللہ پاک نے ان کو اپنی روح (خاص) اور فرشتے کی پھونک سے پیدا فرمایا۔ اور میں تمہیں ایک اللہ جس کا کوئی شریک نہیں کی دعوت دیتا ہوں۔ اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔ اور میری اتباع کرو۔ اور جو کچھ مجھ پر نازل ہوا ہے اس پر ایمان لاؤ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور تمہارے پاس میں اپنے چچازاد بھائی جعفر ابن ابو طالب کو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ جب یہ تمہارے پاس پہنچیں تو ان کو اپنا مہمان بنالینا اور تکبر اور غرور کو ترک کردینا۔ جب میں تمہیں اور تمہارے لشکر کو اللہ عزوجل کی دعوت دے رہا ہوں۔ میں تمہیں اللہ کا پیغام پہنچا چکا اور تمہارے بھلے کی بات کہہ چکا اور تم میری بات مان لو۔

اس پر سلامتی ہو جس نے ہدایت کی اتباع کی''

نجاشی نے حضور پاکﷺ کو جواب میں یہ خط لکھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''اے اللہ کے نبی! اللہ کی طرف سے آپؐ پر سلامتی رحمت اور برکتیں ہوں اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں جس نے مجھے اسلام کی ہدایت فرمائی۔ یارسول اللہ! آپ کا گرامی نامہ ملا اس میں آپ نے حضرت عیسیٰؑ کی کچھ صفات کا ذکر کیا ہے اور آسمان و زمین کے رب کی قسم! آپ نے انکے متعلق جو کچھ فرمایا ہے۔ عیسیٰؑ کا مرتبہ اس سے ذرہ بھر بھی زیادہ نہیں۔ آپ کے پیغام کو ہم نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ ہم نے آپؐ کے چچازاد بھائی اور ان کے ساتھیوں کی اچھی طرح میزبانی کی ہے۔ اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپؐ کی تصدیق کی گئی ہے۔ میں آپؐ سے بیعت کرتا ہوں اور آپؐ کے چچازاد بھائی سے بیعت ہو چکا ہوں اور ان کے ہاتھ پر اسلام لا چکا ہوں۔ اور اللہ ربّ العالمین کا فرمانبردار بن چکا ہوں۔ اے اللہ کے نبی میں آپؐ کے پاس (اپنے بیٹے) اریحا بن اصحم کو بھیج رہا ہوں کیوں کہ مجھے صرف اپنی جان پر ہی پورا اختیار ہے۔ یارسول اللہ اگر آپ فرمادیں تو میں آپؐ کی خدمت میں خود حاضر ہونے کو تیار ہوں چونکہ اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ جو کچھ فرماتے ہیں وہ بالکل حق ہے''

16.2 قیصر شاہ روم کے نام گرامی نامہ

حضرت دحیہ کلبیؓ فرماتے ہیں مجھے حضورﷺ نے گرامی نامہ دے کر قیصر روم کے پاس بھیجا۔ اس کے پاس اس کا بھتیجا بیٹھا ہوا تھا جس کا رنگ آنکھیں نیلی بال بالکل سیدھے تھے اس نے خط پڑھنا شروع کیا

''محمد رسول اللہ کی طرف سے ہرقل روم کے نام''

ابھی اتنا ہی پڑھا گیا تھا کہ بھتیجا چیخا کہ آج یہ خط ہرگز نہیں پڑھا جائیگا۔ ہرقل نے پوچھا کیوں؟ ایک تو یہ کہ انہوں نے خط اپنے نام سے شروع کیا اور دوسرے یہ کہ آپ کو شاہ روم کی بجائے روم والا لکھا ہے ہرقل نے کہا کوئی حرج نہیں تمہیں یہ خط ضرور پڑھنا پڑیگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے رسول محمدﷺ بن عبداللہ کی طرف سے ہرقل کے نام جو روم کا بڑا ہے

''سلامتی ہو جس نے ہدایت قبول کی امابعد! میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں مسلمان ہو جاؤ سلامتی پالو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں دگنا اجر عطا فرمائیں گے اور اگر اسلام سے منہ موڑا تو تمہاری رعایا کا گناہ بھی تم پر ہوگا۔''اے اہل کتاب! آؤ اس کلمہ کی طرف جو ہمارے تمہارے درمیان برابر ہے (اور وہ یہ ہے) کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ہم اللہ کیلئے ایک دوسرے کو خدا نہ بنائیں۔ اگر اہل کتاب اس پیغام سے منہ موڑلیں تو (اے ایمان والوں) تم کہہ دو کہ ہم تو یقیناً مسلمان ہیں''

ابوسفیان (جو دربار میں موجود تھے) فرماتے ہیں کہ خط سن کر دربار میں بہت شور برپا ہوا اور لوگ زور زور سے بولنے لگے یہاں تک کہ قیصر روم نے ہمیں مجلس سے باہر بھجوادیا۔ جب ہم باہر آئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمدﷺ کا معاملہ اتنا زوردار ہوگیا ہے کہ بنوالاصفر یعنی بادشاہ روم بھی ان سے ڈرنے لگا ہے۔اور مجھے یقین ہوگیا کہ محمدﷺ غالب ہوکر رہیں گے حتٰی کے اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام سے نواز دیا۔تمام درباری قیصر کے پاس سے چلے گئے۔

(۱) لاٹ پادری کا قبول اسلام اور شہادت

حضرت وحیہ کلبیؓ فرماتے ہیں قیصر نے مجھے اپنے پاس بلالیا اور اپنے بڑے پادری کو بھی بلوایا۔ آنے سے پہلے لوگ پادری کو یہ سب بتا چکے تھے۔ قیصر نے بھی لاٹ پادری کو خط کے مندرجات سے آگاہ کیا اور خط پڑھنے کے لئے دیا۔

لاٹ پادری نے قیصر سے کہا یہ تو وہی ہستی ہے جنکی حضرت عیسیٰؑ نے بشارت دی ہے۔ قیصر نے لاٹ پادری سے کہا کہ میرے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟ ''میں تو ان کی تصدیق اور اتباع کرونگا''۔ قیصر نے کہا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو میری بادشاہت چلی جائیگی۔اس کے بعد ہم (حضرت وحیہ کلبیؓ) باہر نکل آئے لاٹ پادری مسلمان ہوگیا اور عوام نے اسے شہید کردیا۔

(۲) ابوسفیان اور قیصر کا مکالمہ

حضرت ابوسفیان جو تجارت کے لئے ایلیا میں موجود تھے ان کو بلا کر قیصر نے یہ سوالات کئے

قیصر: جو صاحب تمہارے ہاں ظاہر ہوئے وہ کیسے ہیں؟

ابوسفیان: وہ جوان ہیں

قیصر: ان کا خاندان؟

ابوسفیان: خاندان ان کا اتنا بلند ہے کہ کوئی اس خاندان کی برابری نہیں کرسکتا۔

قیصر: یہ نبوت کی نشانی ہے۔ یہ تو بتائیں کہ تمہارے ساتھیوں میں سے جو ان کے ساتھ ہو جاتا ہے کیا پھر وہ واپس لوٹتا ہے

ابوسفیان: نہیں

قیصر: یہ بھی نبوت کی نشانی ہے۔کیا جنگ میں وہ پسپا بھی ہو جاتے ہیں

ابوسفیان: ان کی قوم نے ان سے کئی بار جنگ کی کبھی وہ شکست دیتے ہیں اور کبھی ان کو شکست ہو جاتی ہے

قیصر: یہ بھی نبوت کی علامت ہے۔ان کے خاندان میں اس سے پہلے بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے

ابوسفیان: نہیں

قیصر: ان کے آباؤ واجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے

ابوسفیان: نہیں

قیصر: کیا بڑے طاقتور لوگوں نے اتباع کی ہے یا چھوٹے اور کمزوروں نے

ابوسفیان: چھوٹے اور کمزوروں نے

قیصر: ماننے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے یا کم ہو رہی ہے

ابوسفیان: بڑھ رہی ہے

قیصر: نبوّت کے دعویٰ سے پہلے کبھی تم لوگوں نے ان پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا۔اور کیا کبھی معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہیں؟

ابوسفیان: نہیں۔ ہماراان سے ایک معاہدہ چل رہا ہے۔ پتہ نہیں اس معاہدہ میں وہ کیا کرتے ہیں ابوسفیان فرماتے ہیں کہ سوائے اس جملہ کے اور کچھ ان کے خلاف نہ کہہ سکا۔

(۳) قیصر کا ستاروں سے بعثت نبوی کا یقین

قیصر روم کا ایک اور دلچسپ واقعہ امام زہریؒ نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں

''ابن ناطور ایلیا کا حاکم اور ہرقل کا دوست، شام کا لاٹ پادری تھا وہ بیان کرتا ہے کہ'' ہرقل جب ایلیا (بیت المقدس) آیا ہوا تھا تو بڑا پریشان تھا۔ وہ خود نجومی تھا اور ستاروں کا حساب جانتا تھا۔ اس کے ایک پادری نے پوچھا آپ بڑے پریشان نظر آتے ہیں اس نے کہا ستاروں سے پتہ چلتا ہے کہ ختنہ والے بادشاہ کا ظہور ہو چکا ہے۔ تم بتاؤ کہ کس قوم میں ختنہ کا رواج ہے۔ پادری نے جواب دیا اس کا رواج صرف یہودیوں میں ہے۔ اور یہودیوں سے آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ آپ اپنے تمام شہروں میں ان کے قتل کا حکم جاری کر دیں۔ ان میں یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ شاہ غسان کا قاصد پہنچا اور اس نے حضورﷺ کی بعثت کی خبر دی۔ اس نے قاصد سے معلوم کیا (جو عرب تھا) کہ کیا وہ مختون ہے اس نے کہا ہاں اور عربوں میں بھی اس کا رواج ہے۔ اس پر ہرقل نے کہا کہ یہ عرب قوم کے بادشاہ ہیں جن کا ظہور ہو گیا ہے۔ ہرقل نے اپنے ایک نجومی ساتھی سے اسکی تصدیق کروائی جو رومیہ میں رہتا تھا۔ جب ہرقل حمص پہنچا تو اس کے ساتھی کا جواب آیا جس میں اس نے ہرقل کی تصدیق کی کہ واقعی ان نبی کا ظہور ہو گیا ہے جو عرب قوم کے بادشاہ ہیں۔''

(۴) درباریوں کا ہنگامہ

چنانچہ حمص کے محل میں اپنے سرداروں کو جمع کیا اور دروازے بند کر دیئے۔ محل کے جھروکے میں سے مخاطب ہوا۔ اے روم کے سردارو! کیا تم چاہتے ہو کہ تم فلاح پاؤ اور ہدایت ملے۔ اور تمہارے پاس تمہارا ملک باقی رہے؟ اگر چاہتے ہو تو اس نبی کا اتباع کرلو۔ یہ سنتے ہی سب وحشی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف وڑے۔ لیکن دروازے تو بند تھے۔

ہرقل نے دیکھا کہ یہ لوگ ایمان قبول کرنے کے لئے تیار نہیں اور ان سے اس بارے میں ناامید ہو گیا تو

انہیں واپس آنے کا حکم دیا۔ پھر اس نے کہا کہ دیکھو میں نے یہ بات تمہیں آزمانے کے لئے کہی تھی کہ تم اپنے یقین میں کتنے پختہ ہو۔ اور اب مجھے یقین آ گیا ہے تم اپنے دین پر پکے ہو۔ اس پر درباری اور سردار اس کے آگے سجدہ میں گر گئے اور اس سے راضی ہو گئے۔

ہرقل کے قصہ کا آخری انجام یہ ہے کہ وہ ایمان نہ لایا۔

16.3 کسریٰ شاہ فارس کے نام گرامی نامہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاریؒ سے روایت ہے کہ حضورﷺ منبر پر تشریف لائے۔ بعد حمد وثنا کہ فرمایا۔ میں تم میں سے کچھ عجم کے بادشاہوں کے پاس بھیجنا چاہتا ہوں اور بنی اسرائیل جیسے حضرت عیسیٰؑ کے سامنے اختلاف کیا تھا تم میرے سامنے ایسے نہ کرنا۔ صحابہؓ نے فرمایا کہ یارسول اللہ! ہم کبھی ایسا نہیں کرینگے۔ آپ ہمیں جو چاہیں حکم فرمائیں اور جہاں چاہیں بھیج دیں۔

(۱) گرامی نامے کا چاک کرنا اور حضورﷺ کی پیشن گوئی

آپؐ نے شجاع بن وہبؓ کو کسری کی طرف روانہ کیا۔ کسریٰ نے شجاع بن وہب کی آمد پر محل کو خوب سجایا اور کسی درباری سے کہا کہ وہ ان سے خط لے کر پیش کرے اور حضرت شجاع نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ حضورﷺ کے حکم کے مطابق اپنے ہاتھ سے خود تجھ کو دونگا تو کسری نے یہ خط خود آپ کے ہاتھوں سے لیا۔ اور پھر حیرہ کے رہنے والے ایک منشی کو دیا کہ وہ اسے پڑھ کر سنائے۔

خط کے مندرجات یہ تھے۔ (دوسری روایتوں میں عبداللہ بن حذافہ کا نام آیا ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''محمد رسول اللہ کی طرف سے کسریٰ کے نام جو فارس کا بڑا ہے''

''سلامتی ہو اس انسان پر جو ہدایت کا اتباع کرے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور توحید و رسالت کی گواہی دے۔ میں تمہیں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں کیونکہ میں دنیا کے تمام

انسانوں کی طرف اللہ کا پیامبر ہوں تاکہ میں ہر زندہ انسان کو اللہ سے ڈراؤں اور کافروں پر حجت قائم ہوجائے۔ اگر تم مسلمان ہوگئے تو سلامتی پاؤ گے اور انکار کروگے تو تمام آتش پرست مجوسیوں (کے ایمان نہ لانے کا) کا گناہ تم پر ہوگا۔''

ابھی پہلا ہی جملہ پڑھا تھا کہ طیش میں آگیا اور گرامی نامہ چاک کردیا کہ اس میں حضورﷺ کا نام اس کے نام سے پہلے لکھا ہے۔ اس نے یمن کے گورنر باذان کو خط لکھا کہ اپنے پاس سے دو قوی آدمی حجاز کے ان خط لکھنے والے صاحب کے پاس بھیجو تاکہ وہ اسے پکڑ کر میرے پاس حاضر کریں۔ حکم کے مطابق اس نے اپنے داروغہ ابانوہ اور جد جمیرہ نامی فارسی شخص کو بھیجا اور حضورﷺ کے نام ایک خط بھیجا کہ آپ ان دونوں کے ساتھ کیسریٰ کے پاس جائیں۔ اور باذان نے اپنے داروغہ کو ہدایت کی کہ حضورﷺ کی تمام چیزوں کو غور سے دیکھنا اور ان سے خوب بات چیت کرنا اور انکے حالات اچھی طرح معلوم کرکے مجھے بتانا۔

ادھر کسریٰ نے حضرت شجاعؓ پیامبر رسول کو اپنے ایوان سے نکال دیا حضرت شجاعؓ اپنی سواری پر سوار ہوکر واپسی کے سفر پر روانہ ہوگئے اور فرمایا کہ میں نے حضور پاکﷺ کا حکم پورا کردیا اب وہ خوش ہو یا غصّہ کرے راوی کہتے ہیں کہ اس کا غصّہ ٹھنڈا ہوا تو اس نے حضرت شجاعؓ کو لانے کے لئے حیرہ تک اپنے لوگ بھجوائے لیکن وہ آگے نکل چکے تھے۔ حضورﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ پہنچ کر واقعہ سنا دیا (کہ کسریٰ نے حضورﷺ کے خط ٹکڑے ٹکڑے کردیا) آپ نے فرمایا کسریٰ نے تو اپنے ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے۔

(۲) فارسی سپاہیوں کی مدینہ منورہ آمد کسریٰ قتل ہوچکا حضورﷺ کی اطلاع

ادھر دونوں سپاہی مدینہ منورہ پہنچے اور حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا مقصد بیان کیا۔ ان دونوں کی مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں اور داڑھی صاف تھی۔ آپﷺ نے ناگواری کے ساتھ ان دونوں کو دیکھا اور فرمایا کہ تمہارا ناس ہو تمہیں ایسا کرنے کا کس نے حکم دیا ہے۔ تو ان دونوں نے جواب دیا کہ ہمارے رب کسریٰ نے اس پر آپﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کتروانے کا حکم دیا ہے۔

ان دونوں کی دوران سفر طائف میں مکّہ مکرّمہ کے کچھ تاجروں سے ملاقات ہوئی اور ان تاجروں کو جب

پتہ چلا کہ یہ حضورﷺ کو گرفتار کرنے جاتے ہیں تو وہ بڑے خوش ہوئے کہ اب تو کسریٰ خود حضورﷺ کے مقابلے میں آگیا ہے اب ہمیں ان سے نمٹنے کی ضرورت نہیں وہ ان کے لئے بہت کافی ہے۔

حضورﷺ نے ان دونوں سے کہا کہ تم کل مجھ سے ملو۔ جب اگلے دن وہ آئے تو حضورﷺ نے بتایا کہ فلاں مہینہ کی فلاں رات شہرویہ نے اپنے باپ کسریٰ کو قتل کردیا اور حکومت پر قبضہ کرلیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کیا آپ سوچ سمجھ کر یہ کہہ رہے ہیں؟ کیا ہم باذان کو یہ لکھ دیں؟ آپ نے فرمایا ہاں لکھ دو اور یہ بھی کہہ دو کہ اگر وہ مسلمان ہوجائے گا تو جتنا علاقہ اس کے قبضہ میں ہے سب اسی کو دے دوں گا۔ پھر آپ نے جدّ جمیرہ کو ایک کپڑا دیا جو آپ کو ہدیہ میں ملا تھا اور اس میں سونا چاندی تھا۔

یمن واپس پہنچ کر باذان کو تمام باتیں بتلائیں۔ باذان نے کہا کہ واللہ! یہ کسی بادشاہ کا کلام معلوم نہیں ہوتا اور جو کچھ انہوں نے کہا ہے ہم اس کی تحقیق کرلیتے ہیں۔ کچھ ہی دن بعد باذان کے پاس شیرویہ کا خط آیا کہ میں نے اہل فارس کی حمایت میں غصّہ میں کسریٰ کو قتل کردیا اور تم اپنے علاقے کے لوگوں سے میری اطاعت کا عہد لو اور جن صاحب (حضور پاکﷺ) کو کسریٰ نے گرفتاری کا حکم دیا تھا انہیں کچھ نہ کہا جائے۔

(۳) یمن کے فارسی گورنر باذان کا قبول اسلام

جب باذان نے یہ خط پڑھا تو اس نے یقین کیا کہ حضور پاکﷺ نبی ہیں اور ایمان لے آیا اور یمن میں جتنے فارسی شہزادے رہتے تھے وہ بھی مسلمان ہوگئے۔ دوسری روایت میں آیا ہے کہ جب دحیہ کلبیؓ قیصر روم سے واپس آئے تو حضورﷺ کے پاس حاکمِ یمن (صنعا) کی طرف سے کچھ آدمی آئے ہوئے تھے۔ جب ان کا نمائندہ باذان کا خط سنا چکا۔ تو حضورﷺ نے پندرہ دن تک ان سے کچھ نہ کہا۔ پندرہ دن کے بعد یہ لوگ حاضر خدمت ہوئے تو ان سے فرمایا کہ جاکر اپنے حاکم سے کہہ دو کہ آج رات میرے رب نے اس کے رب کو قتل کردیا ہے۔ چنانچہ وہ واپس چلے گئے۔ اور گورنر کو تمام سرگزشت سنادی اس نے کہا کہ اس رات کی تاریخ یاد رکھو اور یہ بتاؤ کہ تم نے حضورﷺ کو کیسا پایا انہوں نے کہا کہ ہم نے ان سے زیادہ برکت والا کوئی بادشاہ نہیں دیکھا وہ عام لوگوں میں بے خوف وخطر چلتے پھرتے ہیں ان کا لباس معمولی اور سیدھا سادھا ہے کوئی پہرے دار اور محافظ ان کے ساتھ نہیں ہوتا۔ اور (ادب کا یہ حال ہے کہ) ان کے سامنے کوئی اپنی آواز بلند نہیں کرتا۔ حضرت دحیہؓ فرماتے ہیں کہ پھر یہ خبر آگئی کہ کسریٰ ٹھیک

اسی رات قتل ہوا جو آپ نے بتائی تھی۔

16.4 مقوقس شاہ اسکندریہ کے نام گرامی نامہ

حاطب بن ابی بلتعہؓ حضور پاک ﷺ کا گرامی لے کر شاہ اسکندریہ مقوقس کے پاس پہنچے۔ اس نے حضور ﷺ کے گرامی نامے کو چوما اور حضرت حاطب کا اکرام کیا اور مہمان نوازی کی اور اپنے محل میں ٹھہرایا۔

(۱) حضور کے قاصد حاطب ابن ابی بلتعہؓ سے مکالمہ

اس نے اپنے پادریوں کو جمع کیا اور حضرت حاطبؓ سے حضور ﷺ کے حالات پوچھتا رہا۔ اس نے کہا ''بقول تمہارے جب وہ اللہ کے رسول ہیں تو جب انکی قوم نے انہیں ان کے شہر (مکّہ مکرّمہ) سے نکالا تو انہوں نے اپنی قوم کے لئے بد دعا کیوں نہ کی؟ میں نے کہا'' کیا تم اس بات کی گواہی نہیں دیتے ہو کہ حضرت عیسیٰ اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے کہا ''ہاں میں دیتا ہوں'' تو میں نے کہا کہ جب ان کی قوم نے انہیں گرفتار کیا اور ان کو سولی دینا چاہتے تھے لیکن اللہ نے انہیں آسمان دنیا کی طرف اٹھا لیا تو انہوں نے اپنی قوم کی ہلاکت کی بد دعا کیوں نہیں کی؟ اس نے کہا ''تم تو بڑے عقلمند اور سمجھدار ہو اور ایک عقلمند اور سمجھدار انسان کے پاس سے آئے ہو یہ چند تحائف ہیں جو میں تمہارے ساتھ حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ تمہارے ساتھ محافظ بھی بھیجونگا تا کہ تمہارے محفوظ علاقے تک حفاظت سے پہنچا کر واپس آئینگے۔

(۲) حضور ﷺ کی خدمت میں مقوقس کا تحفہ

چنانچہ اس نے حضور ﷺ کی خدمت تین باندیاں بھیجیں اور خاص تحفے جس میں ایک جوڑا کپڑا اور زین سمیت (سفید) خچر شامل تھا پیش کیا حضرت ماریہ قبطیہؓ حضور ﷺ کے عقد میں آئیں اور ان سے حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے۔ ان میں سے ایک باندی آپ نے محمد بن قیسؓ کو اور دوسری حسان بن ثابتؓ کا عطا فرمائی۔

16.5 اہل نجران۔ شرجیل لاٹ پادری اور بشیر بن معاویہؓ

حضور ﷺ نے یہ گرامی نامہ سورۃ نمل کے نازل ہونے سے پہلے لکھا۔ چنانچہ عبدیسوع کے دادا پہلے

عیسائی تھے بعد میں مسلمان ہوئے جو اس کے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ یہ گرامی نامہ سورۃ نمل کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے اور بسم اللہ سے شروع نہیں ہے۔ چونکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اسی سورۃ میں نازل ہوئی۔ اور اس سورت کے نزول کے بعد آپ اپنے خطوط بسم اللہ سے شروع کرنے لگے۔

''حضرت ابراہیم اسحاق و یعقوب کے پروردگار کے نام سے شروع کرتا ہوں محمد رسول اللہ کی طرف سے نجران کے لاٹ پادری اور اہل نجران کے نام''

''تم پر سلامتی ہو تمہارے سامنے ابراہیم اسحاق و یعقوب علیہم سلام کے معبود کی تعریف بیان کرتا ہوں۔ اما بعد میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں۔ کہ بندوں کی عبادت چھوڑ کر اللہ کی عبادت اختیار کرو۔ اور بندوں کی دوستی چھوڑ کر اللہ سے دوستی لگاؤ۔ اگر تم انکار کرتے ہو جزیہ ادا کرو اور جزیہ کا بھی انکار ہے تو میری طرف سے تمہارے لئے اعلان جنگ ہے والسلام''

(۱) لاٹ پادری کی پریشانی اور مدینہ منورہ کے لئے وفد اور مباہلہ

لاٹ پادری یہ خط پڑھ کر گھبرا گیا اور قبیلہ ہمدان کے شرجیل بن وداعہ کو بلایا یہ صاحب فہم اور صاحب الرائے شخص تھا اور مشورہ کے لئے سب سے پہلے اسی کی طرف رجوع کیا جاتا یہاں تک کہ ایہم سید اور عاقب (یہ عہدوں کے نام ہیں) سے بھی پہلے۔ شرجیل نے گرامی نامہ غور سے پڑھا۔ ''اے ابو مریم اس خط کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟'' پادری نے پوچھا۔ اس نے جواب دیا کہ حضرت ابراہیمؑ سے حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں جس نبی کا وعدہ کیا گیا ہے وہ آپ جانتے ہیں اور ہوسکتا ہے یہ وہی نبی ہوں اور نبوت کے معاملے میں کوئی رائے نہیں دے سکتا۔ البتہ دنیا کے معاملات میں غور و خوص کے بعد مشورہ دے سکتا ہوں۔ پھر لاٹ پادری نے ایک اور شخص عبداللہ بن شرجیل جو قبیلہ حمیر سے تھا کو بلوایا اور حضور پاک ﷺ کا گرامی نامہ پڑھنے کے لئے دیا۔ اس نے بھی وہی کہا جو شرجیل نے کہا تھا۔ پھر لاٹ پادری نے جبار بن فیض جو بنوالحارث بن کعب میں سے تھا کو بلوایا اور حضور پاک ﷺ کے گرامی نامے کے متعلق رائے پوچھی اسکا جواب بھی وہی تھا جو اوپر گذرا۔

لاٹ پادری نے گرجا گھروں کے گھنٹے بجانے کا حکم دیا۔ آگ روشن کر دی گئی اور ٹاٹ کے جھنڈے بلند

کئے گئے۔ یہ کسی بڑے خطرے کی نشانی تھی اور دن میں جب ایسا موقع آتا تو یہی کیا جاتا تھا۔ چنانچہ گھنٹا بجانے اور ٹاٹ کے جھنڈے بلند ہوتے ہی وادی کے لوگ جمع ہونے شروع ہوئے۔ یہ وادی بہت لمبی تھی کہ ایک تیز سوار اسے عبور کرنے میں ایک دن لیتا تھا۔ اس میں تہتر (۷۳) بستیاں تھیں جس میں جنگجو جوانوں کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی۔

لاٹ پادری نے پوری قوم کو حضور پاک ﷺ کا گرامی نامہ پڑھ کر سنایا تو قوم اور قوم کے اہل شوری نے رائے دی یہ تینوں (جنکا اوپر ذکر آیا) مدینہ منورہ جائیں اور حضور پاک ﷺ کے تمام حالات معلوم کر کے قوم کو مطلع کریں۔ ان تینوں کا وفد (ان کے ساتھ کچھ اور خادم مددگار وغیرہ بھی یقیناً ہونگے) مدینہ منورہ پہنچا۔ تو سفر کے کپڑے اتار کر نہایت مزین اور لمبے چوڑے چوغے پہنے جو زمین تک پہنچ رہے تھے۔ اور ہاتھوں میں سونے کی انگوٹھیاں پہن لیں پھر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ حضور پاک ﷺ نے سلام قبول نہ فرمایا۔

اور باوجود کوشش کے حضور ﷺ نے ان سے گفتگو نہ فرمائی۔ چونکہ انہوں نے زمین تک لمبے چوڑے اور سونے کی انگوٹھیاں پہن رکھی تھیں چنانچہ دوسرے دن وہ حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰن ابن عوفؓ کہ ان سے انکی جان پہچان تھی کہ تلاش میں نکلے۔ یہ دونوں مہاجرین اور انصار کی ایک مجلس میں انہیں مل گئے۔ انہوں نے پوری روداد سنائی کہ وہ کیوں مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔ اور کہا کہ ہم تھک گئے لیکن حضور پاک ﷺ نے ہم سے کلام نہ فرمایا اب ہم کیا کریں آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا ہم واپس چلے جائیں؟ ان دونوں حضرات نے جناب علیؓ جو اسی محفل میں تھے پوچھا کہ اے ابوالحسن! آپ کی کیا رائے ہے؟ ابوالحسنؓ نے فرمایا کہ میرا مشورہ ہے کہ یہ اپنے کپڑے تبدیل کر کے سفر والے جوڑے پہن لیں اور پھر حضور ﷺ کی خدمت میں جائیں۔

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا تو حضور پاک ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ معبوث فرمایا یہ لوگ جب پہلی مرتبہ میرے پاس آئے تو ابلیس بھی ان کے ساتھ تھا پھر حضور ﷺ نے ان سے حالات پوچھے اور انہوں نے حضور ﷺ سے سوالات کئے انہوں نے پوچھا کہ آپؐ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ ابھی تو میرے پاس ان کے متعلق کچھ زیادہ معلومات نہیں ہیں۔ آج تم لوگ میرا انتظار کر لو۔ میرا رب عیسیٰؑ کے متعلق جو کچھ بتائے گا میں تمہیں اس کی خبر دونگا۔ اگلے دن صبح اللہ پاک نے یہ

آیت نازل فرمائی۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى ۔۔۔۔۔۔۔(سورۃ آل عمران رکوع نمبر ۶)

ترجمہ: بیشک اللہ پاک کے نزدیک عیسیٰؑ کی مثال آدمؑ کی طرح ہے کہ اس کو مٹی سے بنایا پھر اسکو کہا ہو جا وہ ہو گیا۔ حق وہ ہے۔ جو تیرا رب کہے۔ پھر تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو پھر کوئی جھگڑا کرے تجھ سے اس معاملہ میں بعد اس کے کہ آپ کے پاس سچی خبر آ چکی ہے تو آپ کہہ دیجئے آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان پھر التجا کریں ہم سب اور لعنت کریں اللہ کی ان پر جو جھوٹے ہیں''

انہوں نے یہ آیات سن کر انکار کیا (اور مباہلے کے لئے تیار ہو گئے) چنانچہ اگلے روز حضور ﷺ مباہلے کے لئے تشریف لائے اور اپنی چادر میں حسنؓ اور حسینؓ کو لپیٹے ہوئے تھے اور فاطمہؓ آپ کے پیچھے پیچھے چل رہی تھیں۔

یہ منظر دیکھ کر شرجیل (جوان کا امیر تھا) نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وادی کے لوگ میرے فیصلہ کو دل سے مانتے ہیں واللہ! میں بہت مشکل اور کٹھن بات دیکھ رہا ہوں۔ کہیں ہم عربوں میں سب سے پہلے انکا انکار کر کے انکے ہاتھوں تباہ و برباد نہ ہو جائیں۔ ہم عربوں میں ان کے قریبی پڑوسی ہیں اور اگر یہ واقعی نبی اور رسول ہیں اور ہم نے ان سے مباہلہ کر لیا تو روئے زمین کے ہم تمام عیسائی ہلاک ہو جائینگے اور ہمارا بال اور ناخن بھی نہیں بچے گا۔ شرجیل کے ساتھیوں نے پوچھا کہ ابو مریم! پھر تمہارا کیا مشورہ ہے؟ شرجیل نے کہا کہ میں انہیں حکم بنا لیتا ہوں۔ کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایسے ہیں جو کبھی بے جا شرط نہیں لگائیں گے۔ ان دونوں نے کہا جیسا تم مناسب سمجھو۔

(۲) حضور ﷺ اور اہل نجران کے درمیان معاہدہ

چنانچہ یہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مباہلہ سے بہتر ایک بات میری سمجھ میں آئی ہے آپؐ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ ہم (آپ سے صلح کر لیتے ہیں) آپ رات سوچ کر صبح اپنی شرائط سے آگاہ فرمائیں۔ آپ کی شرائط ہمیں منظور ہوں گی۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے تمہاری قوم نہ مانے اور صلح پر راضی نہ ہو۔

شرجیل نے کہا کہ آپ میرے ان دونوں ساتھیوں سے پوچھ لیں آپ نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ ہماری وادی کے لوگ شرجیل کے فیصلہ کو دل و جان سے مان لیتے ہیں۔ چنانچہ آپؐ واپس ہوئے اور مباہلہ نہیں فرمایا۔ اگلے روز حضور ﷺ نے انہیں یہ لکھ کر دیا۔

نبی کریم ﷺ کے اخلاقِ کریمانا وجودوکرم کی بناپرلوگوں کا ایمان لانا

5.1 یہودی عالم زید بن سعنہؓ کا حضور ﷺ کو آزمانا اور قبول اسلام

5.2 حضرت عمیر بن وھبؓ کا بری نیت سے مدینہ منورہ آنا اور حضور ﷺ سے ملاقات کے بعد قبول اسلام

5.3 حضور ﷺ کا ایک یہودی لڑکے کو بستر مرگ پر مسلمان کرنا

5.4 حضرت عدی بن حاتمؓ کا حضور ﷺ کے اخلاق حسنہ سے متاثر ہوکر ایمان لانا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ وہ معاہدہ ہے جو اللہ کے نبی محمد رسول اللہ نے نجران والوں کے بارے میں لکھا ہے۔ کہ محمد ﷺ کا ان کے بارے میں یہ فیصلہ ہے۔ تمام پھل سونا چاندی نجران والوں کی ملکیت رہے گا اور یہ محمد ﷺ کی طرف سے فضل و احسان ہے۔ اور اس کے بدلے میں وہ دو ہزار جوڑے دیا کریں گے۔ ایک ہزار جوڑے رجب میں اور ایک ہزار صفر میں'' اور باقی شرطیں بھی ذکر کیں

(۳) لاٹ پادری کے بھائی کی مدینۃ منورہ آمد اور قبول اسلام

نجران واپس پہنچ کر انہوں نے یہ معاہدہ لاٹ پادری کو دیا اس وقت وہ اور اسکا چچازاد بھائی بشیر بن معاویہ اونٹ پر جا رہے تھے لاٹ پادری اس کو معاہدہ پڑھ کر سنا رہا تھا۔ بشیر نے حضور ﷺ کی ہلاکت کی بددعا کی تو اس کی اونٹنی ٹھوکر کھا کر منہ کے بل گری اور بشیر بھی گرا اس پر لاٹ پادری نے کہا واللہ! تم نے ایک نبی اور رسول کی ہلاکت کی بددعا کی ہے۔ بشیر نے کہا کہ اگر (تم جو کہہ رہے ہو) وہ واقعی نبی اور رسول ہیں تو پھر میں اللہ کے رسول کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے اپنی اونٹنی کے کجاوے کی کوئی بھی گرہ نہیں کھولونگا۔ چنانچہ اس نے اپنا رخ مدینہ منورہ کی طرف کیا اور چل پڑا اس کے بعد پادری نے اپنی بات کی تاویلات کرنے کی کوشش کی لیکن بشیر نہ مانا اور پادری کو چھوڑ کر مدینہ منورہ روانہ ہو گیا۔ اور یہ رجزیہ اشعار پڑھتا جاتا تھا۔

اليك لغدو قلقا وصينها معتر ضافى بطنها

جنينها مخالفا ين النصارى دينها

ترجمہ: یا رسول اللہ! میری یہ اونٹنی آپ ہی کی طرف چل رہی ہے اس کی پیٹی تیز چلنے کی وجہ سے خوب ہل رہی ہے۔ اور اس کے پیٹ میں اس کا بچہ ٹیڑھا پڑا ہوا ہے اور اس کے سوار کا دین نصاریٰ کے دین سے مختلف ہو چکا ہے۔

چنانچہ بشیر حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر مسلمان ہوئے اور ساری زندگی حضور ﷺ کے پاس گزار دی یہاں تک کہ ایک غزوہ میں شہید ہوئے۔

نبی کریم ﷺ کے اخلاقِ کریمانا وجود وکرم کی بنا پر لوگوں کا ایمان لانا

5.1 حضرت زید بن سعنہؓ کا حضور ﷺ کو آزمانا اور قبول اسلام

عبداللہ بن سلامؓ جو یہود کے بہت بڑے عالم تھے اپنے ایک یہودی ساتھی عالم حضرت زید بن سعنہؓ کا قصہ روایت کرتے ہیں۔ چنانچہ زیدؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھتے ہی نبوت کی تمام نشانیاں نظر آ گئی تھیں لیکن ابھی صرف دو نشانیاں ایسی تھیں جسے آزمانا باقی تھا۔ ایک نبی ﷺ کی بردباری اور حلم اور دوسرے یہ کہ نبی ﷺ کے ساتھ نادانی اور بدتمیزی ان کی بردباری کو اور بڑھا دیتی ہے۔

ایک دن آپؐ اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے آپؐ کے ساتھ حضرت علیؓ تھے کہ اتنے میں ایک بدو اونٹنی پر آیا۔ اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ ﷺ! فلاں قبیلہ کے میرے چند ساتھی مسلمان ہوئے اور میں نے ان سے کہا تھا کہ اگر اسلام لے آؤ گے تو ان پر رزق کی بڑی وسعت ہو گی لیکن اب وہاں قحط سالی ہے اور بارش غائب۔ یارسول اللہ ﷺ! مجھے اس بات کا خطرہ ہے کہ جیسے لالچ میں آکر مسلمان ہوئے تھے پھر وہ لالچ میں آکر اسلام سے خارج نہ ہو جائیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو کچھ ان کے لئے بھجوا دیں۔ آپ نے جناب علیؓ کی طرف دیکھا تو انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ! اس مال میں سے تو کچھ نہیں بچا۔

حضرت زیدؓ (جو ابھی کافر تھے) نے حضور ﷺ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو ابھی مجھ سے قرض لے لیں اور اس کے بدلے میں فلاں باغ کے اتنے کھجور فلاں تاریخ تک دے دیں۔ آپؐ نے فرمایا منظور ہے لیکن باغ متعین نہ کیا جائے۔ میں نے کہا چلئے ٹھیک ہے۔ میں نے اپنی کمر سے ہمیانی کھولی اور ان کھجوروں کے بدلہ میں ۸۰ مثقال سونا دیدیا۔ آپؐ نے وہ سارا سونا اس شخص کو دے دیا۔ یہ لے جاؤ اور اپنے لوگوں میں انصاف کے ساتھ برابر تقسیم کر دینا۔

ابھی قرض کی مدت میں دو تین دن باقی تھے۔ حضور ﷺ باہر تشریف لائے آپ کے ساتھ ابوبکرؓ عمر فاروقؓ عثمان غنیؓ اور کچھ اور صحابہؓ موجود تھے۔ آپ نے کسی کی نماز جنازہ پڑھائی اور ایک دیوار کے ساتھ بیٹھنے کے لئے تشریف لے گئے تو میں نے موقع غنیمت جان کر آپ کا گریبان پکڑ لیا۔ اور غصہ سے آپؐ کو دیکھا اور کہا اے محمد ﷺ میرا حق ادا کیوں نہیں کرتے۔ واللہ! تم اولاد عبدالمطلب کو ٹال مٹول کرنا خوب آتا ہے۔ اور اب یہ معاملہ کر کے بھی یہی نظر آ رہا ہے۔ اتنے میں میری نظر عمرؓ پر پڑی تو غصہ میں آپ کی نظریں آسمان کی طرح گھوم رہی تھیں۔ انہوں نے مجھے گھور کر دیکھا اور کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو رسول اللہ کو جو باتیں کہہ رہا ہے میں سن رہا ہوں اور جو سلوک کر رہا ہے میں دیکھ رہا ہوں اگر مجلس کے ادب کا خیال نہ ہوتا تو ابھی تلوار سے تیری گردن اڑا دیتا۔ جبکہ حضور ﷺ بڑے اطمینان سے مجھے دیکھ رہے تھے۔

حضور ﷺ نے فرمایا اے عمرؓ! مجھے اور اسے کسی اور بات کی ضرورت تھی۔ مجھے تم اچھی طرح اور جلدی ادا کرنے کو کہتے اور اسے سلیقہ سے مانگنے کا کہتے۔ اے عمرؓ اب تم اس کو لے جاؤ اور جتنا اس کا حق بنتا ہے وہ دو اور جو تم نے اسے ڈرایا دھمکایا ہے اسکے بدلے میں بیس صاع کھجور زیادہ دو۔

حضرت زیدؓ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ مجھے لے گئے اور جتنی کھجوریں میری بنتی تھی وہ وہ دیں اور بیس صاع کھجور مزید عطا فرمائیں میں نے کہا یہ بیس صاع کھجور کیوں دے رہے ہو۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ مجھے حضور ﷺ کا حکم ہے کہ میں نے جو کچھ تمہیں کہا اس کے بدلے میں بیس صاع دی جائیں۔

میں نے کہا اے عمرؓ! تم مجھے جانتے ہو۔ عمرؓ نے کہا نہیں۔ میں نے کہا میں زید بن سعنہ ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ وہ یہودیوں کا بڑا عالم! میں نے کہا وہی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ (اتنے بڑے عالم ہو کر) حضور ﷺ کے ساتھ ایسا

سلوک کیا۔اورانہیں ایسی باتیں کہیں! میں نے کہا کہ اے عمرؓ حضور ﷺ کے چہرہ کو دیکھ کر مجھے نبوت کی تمام نشانیاں نظر آگئی تھیں لیکن وہ دو نشانیاں (جسکا اوپر ذکر ہوا) جن کو میں نے ابھی تک آزمایا نہیں تھا۔اور اب میں نے ان دونوں باتوں کو بھی آزمالیا۔اے عمر! تم گواہ رہو کہ میں اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر دل سے راضی ہوں اور اب اس بات پر تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا آدھا مال محمد ﷺ کی ساری امت کے لئے وقف ہے اور میں مدینہ منورہ میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ساری امت نہ کہو کیوں کہ تم ساری امت کو دینے کی گنجائش نہیں رکھتے میں نے کہا اچھا بعض (کچھ) امت کے لئے وقف ہے حضرت عمرؓ اور حضرت زید حضور ﷺ کی خدمت میں اس طرح واپس پہنچے کہ حضرت زید

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہ و رسولہ

پڑھ رہے تھے۔پھر حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور حضور ﷺ کے ساتھ بہت سے غزوات میں شریک ہوئے اور غزوہ تبوک کو جاتے ہوئے وفات پائی۔اللہ پاک حضرت زیدؓ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائیں۔

5.2 حضرت عمیر بن وہبؓ کا بری نیت سے مدینہ منورہ آنا اور حضور ﷺ سے ملاقات کے بعد قبول اسلام

جنگ بدر میں قریش کو بدترین شکست ہوئی۔جس میں انکے کئی سردار مارے گئے اور ایک بڑی تعداد مدینہ منورہ میں قید ہوئی۔اس میں عمیر کے بیٹے وہب بھی شامل تھے۔جنگ کے بعد غم اور پریشانی میں صفوان بن امیہ (ایک قریش کا سردار) اور عمیر بن وہب حطیم میں بیٹھے تھے۔عمیر بن وہب قریش کے شیطانوں میں بڑا شیطان تھا اور حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کو بہت تکلیف دیتا تھا۔اور مکّہ مکرّمہ میں مسلمانوں نے اس سے بڑی تکلیفیں برداشت کیں۔بدر کا ذکر چھڑا تو صفوان نے کہا کہ واللہ! ان لوگوں کے بعد اب زندگی میں کوئی لطف نہیں۔عمیر نے کہا اگر مجھ پر قرض کا بوجھ نہ ہوتا اور مجھے اپنے اہل وعیال کی بربادی کا خطرہ نہ ہوتا تو میں مدینہ جاتا اور محمد ﷺ کو (نعوذ باللہ) قتل کر دیتا کیونکہ وہاں جانے کا میرے پاس یہ حیلہ ہے کہ میرا بیٹا وہب انکی قید میں ہے۔اس پر صفوان نے کہا کہ تمہارا قرض میں ادا کرتا ہوں اور تمہارے بال بچوں کی کفالت میرے ذمہ ہے جو میں اپنی وسعت کے مطابق پورا

کرونگا۔اوران کا خیال رکھونگا۔عمیر نے کہا یہ باتیں راز میں رکھو اور میں مدینہ کو روانہ ہوتا ہوں۔

چنانچہ عمیر نے تلوار کی دھار بنوائی زہر میں بجھائی اور روانہ ہو کر مدینہ پہنچ گیا۔حضرت عمر فاروق ایک محفل میں جنگ بدر کا تذکرہ فرمارہے تھے کہ آپ کی نگاہ عمیر پر پڑی جو گلے میں تلوار لٹکائے ہوئے۔مسجد نبوی کے دروازے پر اپنی سواری سے اتر رہے تھے۔حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ کتا اللہ کا دشمن عمیر بری نیت سے آیا ہے۔اس نے ہمارے درمیان فساد برپا کیا تھا اور بدر کے دن ہمارا اندازہ لگا کر اپنی قوم کو بتایا تھا۔چنانچہ آپ فوراً حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور فرمایا کہ یارسول اللہ! یہ اللہ کا دشمن عمیر اپنے گلے میں تلوار لٹکائے ہوئے آیا ہے۔آپؐ نے فرمایا اسے حاضر کرو۔حضرت عمرؓ نے اسے تلوار اور گریبان پکڑ کر کھینچا اور اپنے ساتھیوں سے کہا تم حضور ﷺ کے پاس جاؤ اور ہوشیار رہنا اس کا کوئی اعتبار نہیں۔پھر عمر فاروقؓ اس کو لیکر حاضر خدمت ہوئے۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور اے عمیر قریب آجاؤ۔عمیر نے قریب آکر کہا کہ انعم صباحاً (صبح بخیر) حضور ﷺ نے فرمایا اے عمیر اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس سلام سے بہتر السلام علیکم عطا فرمایا ہے جو کہ اہل جنت کا سلام ہوگا عمیر نے کہا واللہ! میرے لئے تو یہ نئی بات ہے۔عمیر نے کہا ''اللہ ان تلواروں کا برا کرے کیا یہ تلواریں ہمارے کچھ کام آئیں؟'' حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم کیوں آئے ہو؟ عمیر نے کہا میں اس قیدی کے لئے آیا ہوں آپ اس پر احسان فرمائیں تو پھر یہ گلے میں تلوار کیوں لٹکائے ہوئے ہو آپؐ نے فرمایا سچ سچ بتاؤ کیوں آئے ہو عمیر نے کہا میں تو صرف اسی لئے آیا ہوں۔آپؐ نے فرمایا تم اور صفوان حطیم میں بیٹھے تھے اور حضور ﷺ نے وہ تمام گفتگو جو ان کے درمیان ہوئی تھی بیان فرمادی اور پھر کہا کہ تم نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ تم مجھے قتل کروگے حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے اس ارادہ کے درمیان حائل ہے۔

عمیرؓ نے یہ سنتے ہی کہا کہ میں اللہ کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔یارسول اللہ! جو آپ آسمان کی خبریں اور وحی سناتے تھے ہم انکار کرتے تھے اور یہ تو ایک ایسا واقعہ ہے جسے میرے اور صفوان کے علاوہ کوئی جانتا ہی نہیں اور مجھے یقین ہے کہ یہ بات اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتائی ہے اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر جس نے مجھے اسلام کی ہدایت بخشی اور یہاں کھینچ کر لایا اور پھر کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہوگئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی (عمیر) کو دین کی باتیں سکھاؤ اور قرآن پڑھاؤ اور اس کے قیدی چھوڑ دو۔عمیر نے کہا یارسول اللہ میں نے اللہ کے نور کو مٹانے کے لئے بڑی جدوجہد کی اور مسلمانوں کو تکلیفیں

پہنچائیں۔اب آپ اجازت دیں تو مکّہ میں جا کر اہل مکّہ کو اسلام کی دعوت دوں امید ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائیں۔حضورﷺ نے اجازت دے دی اور وہ مکّہ مکّرمہ چلے گئے۔ادھر صفوان یہ کہا کرتا تھا کہ تم لوگوں کو ایسی خوش خبری ملے گی جو بدر کی تمام مصیبتیں بھلا دے گی اور آنے والے سواروں سے عمیر کے بارے میں معلوم کرتا رہتا۔ ایک دن ایک سوار نے اسے بتایا کہ عمیرؓ تو مسلمان ہو چکے (یہ سن کر) صفوان نے قسم کھائی کہ نہ تو وہ عمیر سے کبھی بات کریگا اور نہ کبھی اس کے کام آئے گا۔

حضرت عمرؓ کی مردم شناس نظریں کہتی ہیں جس دن عمیر مدینہ منورہ آئے اس دن وہ خنزیر سے بدتر لگ رہے تھے اور آج وہ مجھے اپنے بیٹوں سے زیادہ محبوب ہیں اللہ تعالیٰ کی عمیرؓ پر لاکھوں رحمتیں نازل ہوں۔آمین

5.3 حضورﷺ کا ایک یہودی لڑکے کو بستر مرگ پر مسلمان کرنا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں ایک یہودی لڑکا حضورﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔وہ بیمار ہو گیا آپؐ اس کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے پھر اس سے فرمایا کہ مسلمان ہو جاؤ۔اس کا باپ بھی وہیں پاس تھا وہ اپنے باپ کی طرف دیکھنے لگا۔تو اس نے کہا ابو القاسمﷺ کی مان لو وہ مسلمان ہو گیا۔آپؐ یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے۔الحمد اللہ جس نے اسے (میری وجہ سے) دوزخ کی آگ سے بچا لیا ایک دوسری روایت میں آیا کہ حضورﷺ اس کے جنازے میں پنجوں کے بل چل رہے تھے۔صحابہ نے وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کے جنازے میں فرشتوں کا اتنا ہجوم ہے کہ پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں۔

5.4 حضرت عدی بن حاتمؓ کا حضورﷺ کے اخلاق حسنہ سے متاثر ہو کر ایمان لانا

جب عدی بن حاتمؓ مقام عقرب میں تھے تو حضورﷺ کے سپاہیوں نے انکی پھوپی اور کچھ لوگوں کو گرفتار کر کے حضورﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔میری پھوپی نے عرض کیا کہ میرا مددگار نمائندہ مجھ سے جدا ہو گیا ہے اور میں بوڑھی تنہا ہوں آپؐ نے فرمایا وہ کون ہے؟ پھوپی نے کہا عدی بن حاتم۔آپ نے فرمایا وہی جو اللہ اور رسول سے بھاگا ہوا ہے۔چنانچہ آپنے اسے رہا کر دیا اور پھر سواری بھی عطا فرمائی۔اور ایک صاحب کو ان کے ساتھ کر دیا غالباً وہ حضرت علیؓ تھے۔پھوپی مدینہ شریف سے واپس عدی بن حاتم کے پاس آئیں اور کہا کہ تم نے ایسا کام کیا جو تمہارا باپ

کبھی نہ کرتا۔(یعنی مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے) تم حضورﷺ کی خدمت میں ضرور جاؤ۔اور فلاں فلاں کو حضورﷺ سے خوب ملاؤ حضرت عدی فرماتے ہیں کہ پھوپی کے کہنے پر مدینہ شریف حاضر ہوا میں نے دل میں سوچا کہ اگر یہ صاحب (حضور پاک) غلط ہیں تو میرا نقصان نہ کر سکیں گے اور اگر سچے ہیں تو پتہ چل جائیگا۔

آپؐ نے مجھے تین دفعہ فرمایا اے عدی! مسلمان ہو جاؤ۔سلامتی پاؤ گے۔میں نے کہا میں خود ایک دین پر چل رہا ہوں۔حضورﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے دین کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔میں نے (حیران ہو کر) پوچھا؟ آپؐ نے فرمایا کیا تم فرقہ رکوسیہ میں سے نہیں (یہ نصاریٰ اور صائبین کے درمیان کا فرقہ ہے) اور تم اپنی قوم کا چوتھائی مال غنیمت کھا جاتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں آپؐ نے فرمایا حالانکہ تمہارے دین میں یہ حلال نہیں۔مین نے کہا جی ہاں حلال نہیں ہے۔اس پر میں آپؐ کے سامنے جھک گیا۔حضورﷺ نے پھر فرمایا کہ سنو میں اس بات کو بھی خوب جانتا ہوں جو تمہیں مسلمان ہونے سے روک رہی ہے کہ میرے پیچھے چلنے والے تو کمزور قسم کے وہ لوگ ہیں جن کے پاس کوئی قوت نہیں اور تمام عرب نے ان کو الگ کر رکھا ہے۔کیا تم حیرہ شہر کو جانتے ہو؟ میں نے کہا صرف سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔اللہ اس دین کو ضرور غالب کرینگے کہ ایک پردہ نشین عورت تن تنہا حیرہ سے چلے گی اور بیت اللہ کا طواف کرے گی اور کوئی اس کے ساتھ نہ ہوگا۔اور کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کئے جائیں گے۔میں نے (حیران ہو کر) پوچھا ایران کا کسریٰ بن ہرمز؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔پھر فرمایا مال خوب خرچ کیا جائیگا۔کہ اسے کوئی لینے والا نہ ہوگا۔(اور عدی مسلمان ہو گئے)۔

۸

واقعات حدیبیہ

واقعات حدیبیہ

8.1 حضورﷺ اور صحابہؓ کا عمرہ کی غرض سے حدیبیہ میں پڑاؤ اور اہل مکہ سے بات چیت

سنہ ٦ ھ میں حضورﷺ مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر عمرہ ادا کرنے کی غرض سے مکہ مکرّمہ کے باہر مقام حدیبیہ پر ٹھہرے۔ یہاں ایک چشمہ تھا جس میں سے تھوڑا تھوڑا پانی خارج ہو رہا تھا اور وہ ۱۴۰۰ کے لشکر کے لئے ناکافی تھا۔ صحابہ کرامؓ نے حضورﷺ سے پیاس کی شکایت کی تو حضورﷺ نے اپنا ایک تیر عنایت فرمایا اور کہا کہ چشمہ میں اسے گاڑ دو۔ جب تک صحابہؓ وہاں رہے پانی اس چشمہ سے جوش مارتا رہا اور تمام کو خوب سیر کیا اور صحابہ خوب سیراب ہوتے رہے۔

اتنے میں عدیل بن ورقہ اپنی قوم خزاعہ کی ایک جماعت لے کر حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ میں کعب اور عامر بن لوی کے پاس سے آرہا ہوں اور وہ آپ سے جنگ کے لئے بالکل تیار ہیں اور آپ کو بیت اللہ سے روکنا چاہتے ہیں۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ ہم لڑنے کے لئے نہیں آئے ہیں ہم تو صرف عمرہ کرنا چاہتے ہیں۔ لڑائیوں نے تو قریش کو تھکا دیا ہے اور ان کو بہت نقصان اٹھانا پڑا ہے (پھر بھی وہ جنگ پر آمادہ ہیں) اگر قریش چاہیں تو ایک عرصہ تک کے لئے صلح پر تیار ہوں۔ اس عرصہ میں وہ میرے اور لوگوں کے درمیان میں مداخلت نہیں کرینگے۔ اگر دعوت اسلام کے نتیجہ میں غالب آگیا تو قریش کو اختیار رہوگا کہ وہ بھی اسلام میں داخل ہو جائیں اور اگر میں مغلوب ہوا تو پھر

یہ قریش آرام سے رہیں اور خوش رہیں (کہ ان کا مقصد حاصل ہو گیا)۔

اگر وہ صلح سے انکار کرتے ہیں تو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں ان سے اس دین کے لئے ضرور لڑونگا۔ یہانتک کہ میری گردن میرے جسم سے علیحدہ ہو جائے۔ اور اللہ کا دین ضرور غالب ہو کر رہے گا۔ بدیل نے کہا کہ آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ سب میں اہل مکّہ کو پہنچا دونگا۔

چنانچہ کچھ جوشیلے نادانوں کی مخالفت کے باوجود بدیل نے حضورؐ سے جو کچھ سنا تھا انہیں بتا دیا اس پر عروہ بن مسعود جوان میں ایک معمر اور بزرگ تھے اور قریش ان کی اولاد کی طرح تھے بولے کہ دیکھو ان صاحب نے تمہارے سامنے ایک معقول تجویز رکھی ہے تو تم اس کو قبول کرلو اور مجھے اس سلسلے میں ان سے بات کرنے کی اجازت دو۔ اہل مکہ نے کہا کہ آپ ضرور جائیں۔ چنانچہ عروہ حضورؐ کے پاس آئے اور حضورؐ سے بات چیت کی۔ حضورؐ نے عروہ سے وہی کچھ کہا جو بدیل سے کہا تھا۔ اس پر عروہ نے کہا۔

''اے محمدؐ! آپ اپنی قوم کو اگر جڑ سے اکھاڑ پھینکتے ہیں تو کیا اس سے پہلے عرب کے کسی شخص نے اپنے ہی خاندان والوں کے ساتھ یہ کچھ کیا ہے؟ اور اگر دوسری صورت ہوئی یعنی قریش غالب آ گئے تو میں تمہارے ساتھ قابل اعتماد اور وفا شعار لوگ نہیں دیکھتا ادھر ادھر سے متفرق لوگ جمع ہیں جو تمہیں چھوڑ کر بھاگ جائیں گے''

اس پر ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ تو اپنے معبود لات کی پیشاب گاہ چوس کیا ہم حضورؐ کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ عروہ نے کہا کہ اگر مجھ پر تمہارا فلاں احسان نہ ہوتا تو میں تمہاری بات کا جواب دیتا۔ عروہ دوران گفتگو حضورؐ کی داڑھی مبارک کی طرف جب بھی ہاتھ بڑھاتے تو ان کا بھتیجا مغیرہ بن شعبہؓ جو حضورؐ کے پہرہ دار تھے۔ تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر مارتے اور کہتے کہ ہاتھ دور رکھو۔ عروہ نے پوچھا یہ کون ہے (وہ سر پر خود پہنے ہوئے تھے اس لئے پہچانے نہیں جا رہے تھے) تو لوگوں نے کہا کہ تمہارا بھتیجا مغیرہ بن شعبہؓ ہیں۔ عروہ نے کہا او غدار! میں ابھی تک تیرا تاوان بھر رہا ہوں (یعنی جو تم نے قتل کیا تھا اور مال لوٹا تھا اس کا قصاص دے رہا ہوں)

اسی دوران حضورؐ کے صحابہ کو بغور دیکھتے رہے۔ جب قریش میں واپس آئے تو انہوں نے حضورؐ اور صحابہؓ کا یہ حال سنایا ''میں بڑے بڑے بادشاہوں قیصر، کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں گیا ہوں۔ واللہ! میں نے ایسا کوئی بادشاہ نہیں دیکھا جسکی تعظیم اس کے درباری اتنی کرتے ہوں جتنی محمدؐ کی ان کے صحابہ کرتے ہیں واللہ!

جب بھی آپ تھوکتے ہیں تو کوئی نہ کوئی صحابی اپنے ہاتھوں پر لے کر اپنے چہرہ اور جسم پر مل لیتا ہے اور ان کا حکم فوراً پورا کرتے ہیں۔ جب وضو کرتے ہیں تو انکے وضو کا پانی لینے کے لئے ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور جب گفتگو فرماتے ہیں تو سب خاموش ہو جاتے ہیں اور ان کے سامنے اپنی آواز پست رکھتے ہیں۔ اور تعظیم اتنی کہ آپ کو نظر بھر کر دیکھتے نہیں۔ انہوں نے تمہارے سامنے ایک اچھی تجویز رکھی ہے تم قبول کرلو''۔

8.2 سہیل بن عمرو کی گفتگو اور معاہدہ حدیبیہ

آخر میں اہل مکّہ نے اپنے انتہائی صاحب رائے اور مقرر سہیل بن عمرو کو بھیجا۔ حضورؐ نے ان کو دیکھ کر ان کے نام سے نیک فال لیتے ہوئے فرمایا کہ اب تمہارا کام آسان ہو گیا ہے سہیل نے کہا کہ آیئے صلح نامہ لکھ لیتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے لکھوانا شروع کیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سہیل نے کہا کہ مجھے پتہ نہیں کہ رحمان کون ہوتا ہے۔ اس لئے آپ باسمک اللّٰھم لکھیں۔ صحابہؓ نے کہا نہیں ایسا نہیں ہوسکتا حضورؐ نے فرمایا کوئی بات نہیں باسمک الّٰھم لکھ لیں پھر آپ نے فرمایا کہ ھذا ما قاضیٰ علیہ محمد رسول اللہ کہ یہ صلح نامہ ہے جس کا محمدؐ نے فیصلہ کیا ہے۔ سہیل نے کہا کہ اگر ہم یہ مان لیتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم نہ آپؐ کو بیت اللہ سے روکتے اور نہ ہی جنگ کرتے۔ اس لئے محمدؐ ابن عبداللہ لکھیں تو حضورؐ نے فرمایا۔ تم چاہے نہ مانو لیکن ہوں تو میں اللہ کا رسول لیکن آپ نے کاتب سے فرمایا (جو حضرت علیؓ تھے) کہ محمد رسول اللہ پر قلم پھیر دیں اور محمد ابن عبداللہ لکھ دیں۔ علیؓ مین اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ قلم پھیرتے اس لئے قلم حضورؐ نے خود لے کر اس پر پھیر دیا اور پھر کاتب نے محمد ابن عبداللہ لکھا۔

حضورؐ نے فرمایا کہ صلح کی شرط یہ ہوگی کہ تم ہمیں بیت اللہ کا طواف کرنے دو گے۔ سہیل نے کہا اگر آپ اسی سال عمرہ کریں گے تو اہل عرب یہ سمجھیں گے کہ ہم آپ سے دب گئے۔ اس لئے عمرہ آپ اس سال نہ کریں اگلے سال کر لیجئے گا۔ حضورؐ نے منظور کر لیا دوسری یہ شرط رکھی گئی کہ ہم میں سے جو آدمی بھی آپؐ کے پاس چلا جائیگا چاہے وہ آپؐ کے دین پر ہی کیوں نہ ہو آپؐ کو واپس کرنا ہوگا۔ مسلمانوں نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مسلمان ہو اور مشرکوں کو واپس کر دیا جائے۔ حضورؐ نے منظور فرما لیا۔

ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ سہیل کے بیٹے ابو جندلؓ بیڑیوں میں چلتے ہوئے پہنچ گئے۔ سہیل نے کہا اے محمدؐ! میرا مطالبہ یہ ہے کہ صلح کی اس شرط کے مطابق آپ سب سے پہلے مجھے یہ شخص واپس کریں۔ حضورؐ نے

فرمایا ابھی صلح نامہ کی تحریر پوری ہوئی ہے نہ ہی اس پر دستخط ہوئے ہیں۔لیکن سہیل نے کہا واللہ! پھر تو میں آپ سے ہرگز صلح نہیں کرونگا۔

حضور ﷺ نے فرمایا میری خاطر اسے تو رہنے دو سہیل نے کہا ہرگز نہیں۔ ادھر ابو جندلؓ نے آواز دی مسلمانو! میں مسلمان ہو کر آیا ہوں اور مجھے اب ان مشرکوں کی طرف واپس کر رہے ہو کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ میں کتنی مصیبتیں اٹھا رہا ہوں۔اور مجھے واقعی بڑا عذاب دیا جا رہا تھا۔

8.3 حضرت عمر کا ردِ عمل اور توبہ

حضرت عمرؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کیا آپ نبی برحق نہیں ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہوں۔ کیا پھر ہم حق پر اور دشمن باطل پر نہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔ پھر ہم اتنا دب کر کیوں صلح کریں۔ آپؐ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اس کی نافرمانی نہیں کر سکتا اور وہی میرا مددگار ہے۔ کیا آپؐ نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ جا کر اس کا طواف کرینگے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں نے کہا تھا لیکن کیا یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال کریں گے؟ میں (عمرؓ) نے عرض کیا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا تم بیت اللہ ضرور جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ اے ابوبکر! کیا یہ اللہ کے برحق نبی نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا ہیں تو کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو۔ تو پھر ہم اتنا دب کر صلح کیوں کریں؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اے شخص! وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کر سکتے اور اللہ ان کا مددگار ہے۔تم ان کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھو واللہ! وہ حق پر ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا حضور ﷺ نے یہ نہ فرمایا تھا کہ تم بیت اللہ جاؤ گے اور طواف کرو گے۔ اس پر ابوبکر صدیقؓ نے کہا کیا انہوں نے یہ کہا تھا کہ اسی سال کریں گے؟

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی اس گستاخی پر بہت اعمال خیر کئے۔صلح نامے پر دستخط کے بعد آپؐ نے صحابہ سے فرمایا اٹھو۔ اپنی قربانی ذبح کرو اور پھر سر مونڈ لو۔ راوی کہتے ہیں کہ واللہ کوئی شخص بھی نہ اٹھا حتیٰ کہ آپ نے یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا۔ حضور ﷺ امّ سلمہؓ کے خیمہ میں تشریف لے گئے۔اور پھر لوگوں کی طرف سے جو پریشانی

پیش آرہی تھی وہ بیان کی تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبیؐ! کیا آپ یہ کروانا چاہتے ہیں؟ آپؐ باہر تشریف لے جائیں اور ان میں سے کسی سے کوئی بات نہ کریں بلکہ اپنی قربانی ذبح کریں اور اپنے نائی کو بلا کر سر منڈ والیں چنانچہ آپؐ نے ایسا ہی کیا۔

جب صحابہؓ نے دیکھا تو انہوں نے بھی آپؐ کی اتباع کی اور قربانی کے بعد ایک دوسرے کے سر مونڈتے رہے اور اتنے غم میں تھے کہ ایسا لگ رہا تھا کہ ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے۔

8.4 صلح حدیبیہ ”فتح مبین“ حضرت ابوبکرؓ کا قول

حضرت ابوبکر صدیقؓ فرمایا کرتے تھے کہ اسلام میں فتح حدیبیہ سے بڑی کوئی فتح نہیں ہے۔ محمد ﷺ اور ان کے رب کے درمیان جو معاملہ تھا لوگ اسے سمجھ نہ سکے۔ بندے جلد بازی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی طرح جلد بازی نہیں کرتے۔ بلکہ ہر کام کو اپنے مقرر کردہ وقت پر کرتے ہیں یہ منظر بھی میرے سامنے ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر یہی حضرت سہیلؓ قربان گاہ میں کھڑے ہو کر قربانی کی اونٹنیاں حضور ﷺ کے قریب کر رہے تھے اور حضور ﷺ اپنے ہاتھ سے ذبح فرما رہے تھے۔ اور پھر آپؐ نے اپنے نائی کو بلوا کر حلق کروایا تو میں نے دیکھا کہ سہیل بن عمروؓ حضور ﷺ کے بالوں کو چن چن کر اپنی آنکھوں پر رکھ رہے تھے اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہ وہی سہیل ہے جس نے حدیبیہ کے موقع پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور محمد رسول اللہ لکھے جانے کی مخالفت کی تھی۔ میں نے اللہ کی تعریف کی جس نے انہیں اسلام کی ہدایت فرمائی۔

8.5 عثمان غنیؓ کا عمرہ کرنے سے انکار اور بیعت رضوان

حضرت عروہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ کی حدیبیہ آمد پر قریش گھبرا گئے اس لئے آپؐ نے مناسب سمجھا کہ کسی کو قریش کے پاس بھیجیں۔ چنانچہ آپؐ نے حضرت عمرؓ کو بلایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اہل مکہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض ہوں (اور وہ شاید میری بات سننے کے لئے تیار نہ ہوں) اور اگر انہوں نے میرے ساتھ زیادتی کی تو بنو کعب میں ایسا کوئی نہیں جو (اس معاملے میں پڑے) میری خاطر ناراض ہو آپؐ حضرت عثمانؓ کو بھیج دیں چونکہ ان کا خاندان مکّہ مکرّمہ میں ہے اور آپؐ کا پیغام اہل مکہ کو پہنچا سکیں گے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے

۱۲

حضرات عمرو بن العاصؓ۔ خالد بن ولیدؓ اور عثمان بن طلحہؓ کا ایمان لانا

حضرت عثمانؓ کو روانہ فرمایا کہ انہیں بتادیں کہ ہم جنگ کے لئے نہیں آئے ہیں اور صرف عمرہ ہمارا مقصد ہے۔ ان کو اسلام کی دعوت دینا اور یہ بھی حکم دیا کہ مکہ مکرمہ میں جو مومن اور جو مومنات ہیں انہیں فتح کی خوش خبری سنادیں اور ان کو بتادیں کہ اللہ تعالیٰ عنقریب مکہ میں اپنے دین کو اس طرح غالب فرمادیں گے کہ پھر کسی کو اپنے ایمان کے چھپانے کی ضرورت نہ ہوگی۔

حضرت عثمانؓ کا مقام بلدح پر ایک قریش کی جماعت پر گزر ہوا۔ انہوں نے پوچھا کہاں جارہے ہو حضرت عثمانؓ نے کہا حضور ﷺ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور آپکا پیغام ان کو پہنچادیا۔ انہوں نے کہا ہم نے تمہاری بات سن لی جاؤ اپنا کام کرو۔ لیکن ابان بن سعید نے کھڑے ہوکر آپکا استقبال کیا اور ان کو اپنی پناہ میں لے لیا اور اپنے گھوڑے کی زین پر آگے بٹھا کر مکہ مکرّمہ لے گیا۔

دوسری روایت میں آیا ہے کہ قریش نے عثمانؓ کو عمرہ کی پیش کش جسے آپ نے یہ کہتے ہوئے کہ حضور ﷺ حدیبیہ میں ہوں اور میں ان سے پہلے عمرہ کرلوں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا انکار کردیا ادھر یہ خبر مشہور ہوئی کہ قریش نے حضرت عثمانؓ کو شہید کردیا۔ اس پر حضور پاک ﷺ نے اپنے چودہ سو جاں نثاروں سے ایک درخت کے نیچے قصاص عثمان کی بیعت لی اور اللہ پاک اس جماعت سے (جس میں ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ بھی شامل تھے) اتنا خوش ہوا کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی رضا کا اعلان فرمادیا

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ ------ (سورۃ الفتح آیت ۱۸)

ترجمہ: (اے پیغمبر) جب مومن تم سے درخت کے نیچے بیعت کررہے تھے تو اللہ ان سے خوش ہوا اور جو (صدق وخلوص) ان کے دلوں میں تھا۔ وہ اس نے معلوم کرلیا۔ (تو ان پر تسلی نازل فرمائی اور انہیں جلد فتح عنایت فرمائی)۔

حضرات عمرو بن العاصؓ۔ خالد بن ولیدؓ اور عثمان بن طلحہؓ کا ایمان لانا

12.1 عمرو بن العاصؓ کا نجاشیؓ کے پاس جانا اور اس کے ہاتھ پر ایمان لانا

غزوہ خندق کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ نے یہ فیصلہ کیا کہ نجاشی کے پاس چلے جائیں اور وہیں رہیں پھر اگر محمد ﷺ غالب آ گئے تو ہم اس وقت نجاشی کے پاس ہونگے۔ کیوں کہ نجاشی کے ماتحت ہو کر رہنا ہمیں محمد ﷺ کے ماتحت رہنے سے بہت زیادہ پسند ہے۔ اور اگر ہماری قوم غالب آ گئی تو ہم (انہی میں سے ہیں اور) جانے پہچانے لوگ ہیں سب نے یہ بہت اچھی رائے ہے۔ نجاشی کو مکّہ مکّرمہ کی چمڑے کی اشیاء بہت پسند تھیں چنانچہ وہ ہم نے تحفہ کے طور پر جمع کیں۔ اور حبشہ روانہ ہوئے۔ ہم نے دیکھا کہ عمرو بن امیہ ضمریؓ وہاں آئے ہوئے ہیں جنہیں حضور پاک ﷺ نے حضرت جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کی خاطر بھیجا تھا۔

عمرو بن العاصؓ نے معمول کے مطابق سجدہ کیا اور بادشاہ کے سامنے چمڑے کے تحفے پیش کئے۔ وہ اسے بہت پسند آئے کیونکہ وہ عین اس کی پسند کے مطابق تھے اور بادشاہ بہت خوش ہوا۔ موقع کو غنیمت جان کر عمرو بن العاصؓ نے بادشاہ سے درخواست کی ابھی جو شخص (عمرو بن امیہ ضمریؓ) جو آپ کے پاس آئے تھے۔ آپ انہیں ہمارے حوالے کر دیں تا کہ میں اسے قتل کر سکوں کیوں کہ اس نے ہمارے سرداروں اور معزز لوگوں کو قتل کیا ہے۔ یہ سن کر بادشاہ غصہ میں آیا اور اپنی ناک پر اتنی زور سے مکا مارا کہ عمرو بن العاص ڈر گئے کہا کہ اگر زمین پھٹ جاتی تو میں اس میں گھس

جاتا چنانچہ انہوں نے عرض کیا کہ اے بادشاہ! واللہ اگر مجھے اندازہ ہوتا کہ یہ بات آپ کو اتنی ناگوار گذرے گی تو آپ سے اس کا سوال نہ کرتا۔

نجاشی نے کہا کہ تم مجھ سے ان صاحب ﷺ کے قاصد کو مانگنا چاہتے تھے جن کے پاس وہی ناموس اکبر (جبرائیلؑ) آتے ہیں جو موسیٰؑ کے پاس آتے تھے۔ میں نے کہا اے بادشاہ کیا وہ ایسے ہی ہیں؟ اس نے کہا تیرا ناس ہو۔ اے عمرو! میری بات مان لے اور ان کا اتباع کر لے کیوں کہ وہ حق پر ہیں اور اپنے مخالفوں پر ایسے غالب آئیں گے جیسے حضرت موسیٰؑ فرعون اور اس کے لشکر پر آئے تھے۔ میں نے کہا کیا تم مجھے ان کی طرف سے اسلام پر بیعت کرو گے؟ اس نے کہا ہاں اور پھر ہاتھ بڑھا کر مجھے اسلام میں داخل کر لیا۔

اب میں اپنے ساتھیوں کے پاس باہر آیا تو میں بدل چکا تھا لیکن ان سے اپنا اسلام چھپائے رکھا۔ پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لئے مدینہ منورہ کی طرف چل پڑا راستے میں ایک مقام ہدہ پر حضرت خالد بن ولیدؓ اور ان کے ساتھی عثمان بن طلحہؓ سے ملاقات ہوگئی۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا محمد ﷺ کی خدمت میں حاضری کا ارادہ ہے۔ حضرت عمروؓ نے کہا میں بھی ان کی خدمت میں جا رہا ہوں۔ اتنے میں عثمان بن طلحہؓ خیمہ سے باہر آئے اور خوش آمدید کیا۔

12.2 عمرو بن العاصؓ خالد بن ولیدؓ اور عثمان بن طلحہ کا مدینہ منورہ میں آمد اور قبولِ اسلام

پھر ہم تینوں مدینہ منورہ پہنچے۔ بیر ابو عتبہ پر ایک شخص اپنے غلام کو اس کا نام یا رباح یا رباح یا رباح لے کر پکار رہا تھا ہم نے ان الفاظ سے نیک فال لیا (رباح کے معنی نفع کے ہیں) اور ہم اس سے بہت خوش ہوئے۔ اس شخص نے کہا کہ ان دو سرداروں کے بعد مکّہ مکّرمہ نے اپنی قیادت ہم کو دیدی۔ پھر یہ شخص دوڑا اور مسجد نبوی پہنچا ہم نے خیال کیا یہ حضور ﷺ کو ہماری حاضری کی خبر دینے گیا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ہم نے اپنے اونٹ حرّہ میں بٹھائے صاف ستھرا لباس پہنا اور جب پہنچے تو عصر کی اذان ہو رہی تھی۔ خوشی سے حضور ﷺ کا چہرہ مبارک چمک رہا تھا اور آپؐ کے صحابہؓ آپؐ کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے انتہائی خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ سب سے پہلے خالدؓ بڑھے اور حضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی پھر عثمان بن طلحہؓ اور پھر میں بڑھا واللہ! جب میں آپ کے سامنے بیٹھا تو شرم سے نگاہ جھکی ہوئی تھی اور آپؐ سے اس شرط پر بیعت کی کہ پچھلے

تمام گناہ معاف ہو جائیں۔ مستقبل کے گناہوں کا خیال نہیں آیا آپؐ نے فرمایا اسلام اپنے سے پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اسی طرح ہجرت بھی اپنے سے پہلے والے تمام گناہ مٹا دیتی ہے۔ واللہ! جب سے ہم دونوں حضورﷺ کی غلامی میں داخل ہوئے اس وقت سے حضورﷺ نے کسی بھی پریشان کن امر میں اپنے کسی بھی صحابی کو ہمارے برابر کا نہیں سمجھا۔

12.3 خالد بن ولیدؓ کے متعلق ایک اور روایت

حضرت خالدؓ کے متعلق مزید یہ روایت آئی ہے کہ خود فرماتے ہیں کہ ہر مرتبہ حضورﷺ سے جنگ کے بعد یہ خیال آتا تھا کہ میں یہ ساری بھاگ دوڑ بے فائدہ کر رہا ہوں اور یقیناً محمدﷺ غالب ہو کر رہیں گے چنانچہ جب حضور پاکﷺ حدیبیہ کے لئے روانہ ہوئے تو میں ایک دستہ لے کر نکلا اور عسفان میں آمنا سامنا ہو گیا۔ اور میں نے کچھ چھیڑ چھاڑ کرنا چاہی آپ ظہر کی نماز کی امامت فرما رہے تھے۔ ہمارا خیال ہوا کہ دوران نماز ہی حملہ کر دیا جائے۔ لیکن کسی فیصلہ پر پہنچ نہ پائے اور نماز ختم ہو گئی آپؐ کو ہمارے اس ارادہ کا پتہ چل گیا۔ اور عصر کی نماز صلوٰۃِ خوف کے طریقہ سے پڑھائی (تاکہ دشمن کے حملے سے حفاظت ہو) اس بات کا میرے دل پر بہت اثر ہوا اور میں نے دل میں سوچا کہ ان صاحبﷺ کا اللہ کی طرف سے حفاظت کا مستقل نظام ہے۔ آپؐ نے ہم سے کوئی تعرض نہ کیا اور راستہ کاٹ کر دائیں چل پڑے۔ جب حدیبیہ میں قریش نے آپؐ سے صلح کر لی اور زبانی جمع خرچ کر کے قریش نے آپؐ سے اپنی جان بچائی تو میں نے دل میں کہا کہ اے خالد! اب کون سی چیز باقی رہ گئی ہے؟ اب میں کہاں جاؤں! نجاشی کے پاس تو وہ خود مسلمان ہو چکا ہے۔ کیا میں ہرقل کے پاس چلا جاؤں؟ تو مجھے اپنا دین چھوڑ کر نصرانیت اختیار کرنی پڑے گی اور عجم میں رہنا پڑیگا۔ یا پھر اپنے وطن میں ہی رہوں۔

اسی طرح سال گذر گیا اور حضور پاکﷺ عمرہ کرنے کے لئے تشریف لے آئے۔ میں مکّہ مکرّمہ سے باہر چلا گیا۔ میرے بھائی ولید ابن ولیدؓ نے جو حضورﷺ کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔ مجھے بہت تلاش کیا اور نہ پا کر مجھے ایک خط لکھا۔ جس میں مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور یہ بھی تھا کہ ”حضور پاکﷺ نے مجھ سے تمہارے بارے میں پوچھا تھا کہ خالد کہاں ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ پاک اس کو ضرور لے آئیں گے آپؐ نے فرمایا خالدؓ جیسا شخص اسلام سے ناواقف ہے۔ اگر وہ اپنی تمام قوت اور محنت مسلمانوں کے لئے لگا دیتا تو اس کے لئے

زیادہ بہتر تھا۔ اور ہم ﷺ اس کو دوسروں سے آگے رکھتے۔

حضرت خالدؓ فرماتے ہیں کہ جب میرے بھائی کا مجھے خط ملا تو میرے دل میں مدینہ منورہ جانے کا شوق پیدا ہوا اور اسلام کی رغبت بڑھنے لگی۔ اور مجھے اس بات کی بہت خوشی تھی کہ سرکار دو عالمﷺ نے مجھے پوچھا۔ اسی دوران ایک خواب دیکھا کہ ایک تنگ اور قحط زدہ علاقے سے نکل کر سرسبز و شاداب اور وسیع علاقے میں پہنچ گیا ہوں۔ جب میں مدینہ منورہ آیا تو ابو بکرؓ سے تذکرہ کیا اور انہوں نے یہ تعبیر دی کہ شرک و کفر کی تنگ و تاریک وادی سے نکل کر اسلام کے سرسبز و شاداب وسیع و عریض میدان میں آ گئے۔

وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جب مکّہ مکرّمہ سے سفر کا ارادہ کیا تو ساتھی کی تلاش تھی۔ چنانچہ صفوان بن امیہ کے پاس گیا اور ساری باتیں بتائیں لیکن صفوان نے سختی سے انکار کر دیا۔ پھر عکرمہ بن ابو جہل کے پاس گیا اس نے بھی سختی سے انکار کر دیا پھر میں تنہا ہی چل پڑا راستے میں عثمان بن طلحہ سے ملاقات ہو گئی۔ میں نے سوچا یہ بھی میرا دوست ہے اسے کہتا ہوں لیکن پھر خیال آیا کہ پہلے دو کی طرح اس کے عزیز و اقارب مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے ہیں اور شاید یہ بھی نہ مانے۔ لیکن پھر سوچا کہ کہنے میں کیا حرج ہے۔ میں تو اب جا ہی رہا ہوں اور چنانچہ اس سے بھی وہ کچھ کہا جو پہلے دو ساتھیوں سے کہا تھا۔ وہ فوراً ہی تیار ہو گئے۔ میں نے کہا تو آج ہی جانا ہے اور میری سواری مقام فتح پر تیار بیٹھی ہے۔ چنانچہ صبح سحری کے وقت ہم اپنے گھروں سے نکلے اور مکّہ مکرّمہ کے باہر ایک مقام یا جج پر اکھٹے ہو کر روانہ ہوئے اور آگے چلے تھے کہ ہدہ پر عمر بن العاصؓ بھی مل گئے اور تینوں مدینہ منورہ پہنچے۔ اللہ پاک کی ان تینوں حضرات پر رحمتیں نازل ہوں۔ آمین

١١

ستم گروں پر نبی کریم ﷺ کا کرم

١١

11.1 حضرت ابوسفیان بن حارثؓ اور عبداللہ بن ابی امیہ پر عتاب اور پھر عفوو درگذر

یہ روایت حضرت عباسؓ سے ہے۔

حضور ﷺ (مدینہ منورہ سے) روانہ ہوئے اور اپنے پیچھے حضرت ابورحم کلثوم بن حصین غفاری کو مدینہ منورہ کا امیر مقرر فرمایا۔

آپ ۸ ہجری ۱۰ رمضان کو حالت روزہ میں چلے۔ عسفان اور امج کے درمیان کریلا نامی چشمہ پر پہنچ کر روزے چھوڑ دیئے۔ یہاں سے چل کر مکّہ مکرّمہ کے قریب وادی الظہران میں پڑاؤ ڈالا آپ کے ساتھ دس ہزار کی فوج تھی۔ اس سفر میں تمام مہاجرین وانصار آپ کے ساتھ تھے اور حضور پاک ﷺ کے پلان کے مطابق قریش کو آپ کی فوج کی نقل وحرکت کا بالکل علم نہ ہوسکا۔ حضور پاک ﷺ نے ہر قبیلہ کو اپنی آگ جلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ رات کو ایک عجیب سماں پیدا ہوا۔

اس سے پہلے دوران سفر مدینہ منورہ اور مکّہ مکرّمہ کے درمیان حضور ﷺ کے چچازاد بھائی ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور پھوپی زاد بھائی عبداللہ ابن ابی امیہ (یہ ام المومنین ام سلمہ کے بھائی تھے) مکّہ مکرّمہ سے روانہ ہوکر حضور ﷺ کے پاس پہنچے۔ حاضری کی درخواست مسترد ہوگئی اور حضور ﷺ نے آپ دونوں کا نہ یہ کہ سلام قبول کیا بلکہ چہرہ انور پھیرلیا۔ ان دونوں نے حضور پاک ﷺ کو مکّہ میں بہت تکالیف پہنچائی تھیں ان میں سے ایک شاعر تھا جو حضور ﷺ پر مزاحیہ شاعری کرتا تھا اور ہجو بیان کرتا تھا انہوں نے حضور ﷺ کے دل کو پارہ پارہ کردیا تھا۔

حضرت ام سلمہؓ نے بھی حضور ﷺ سے سفارش کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ساری دنیا آپ سے فیض

اٹھائے اور یہ آپ کے دونوں عزیز ورشتہ دار آپ کی رحمت سے محروم رہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ان دونوں کی ضرورت نہیں۔اس چچا زاد بھائی نے مجھے مکہ مکرمہ میں بہت ہی بے عزت کیا اور پھوپی زاد بھائی اور سالے نے بہت سخت باتیں میرے متعلق کہیں۔

جب ان دونوں کو حضور ﷺ کی ناراضگی کا احساس ہوا تو انہوں نے کہا کہ اگر حضور ﷺ نے حاضری کی اجازت نہ دی تو میں (ابوسفیان) اپنے چھوٹے سے بیٹے کی انگلی پکڑ کر جنگل میں نکل جاؤں گا اور بھوکے پیاسے ہم مرجائیں گے۔

اس کوشش میں ان دونوں نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے اپنی بپتا سنائی۔ جناب علی نے مشورہ دیا کہ جب حضور ﷺ مجلس میں تشریف فرما ہوں تو تم دو دونوں پیش ہو جانا اور حضور پاک ﷺ کے سامنے یہ آیت تلاوت کرنا

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا .... (۹۱۔یوسف)

ترجمہ: انہوں (برادران یوسف) نے کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر فضلیت دیدی اور ہم ہی خطا کار ہیں۔

جناب علیؓ نے فرمایا کہ جب تم یہ آیت حضور ﷺ کے سامنے پڑھو گے تو حضور ﷺ کا جواب کسی صورت میں یوسفؑ کے جواب سے کم نہ ہوگا۔

چنانچہ ان دونوں نے حضور کی مجلس میں پہنچ کر یہ آیت پڑھی اس پر حضور ﷺ نے وہی آیت تلاوت کی جو یوسف نے فرمایا تھا کہ

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ .... (۹۲۔یوسف)

ترجمہ: آج کے دن تم پر کوئی الزام نہیں۔تم کو اللہ معاف فرمائے اور وہ رحم کرنے والوں سے زیادہ رحیم ہے۔

11.2 حضرت وحشیؓ قاتل حمزہؓ کی معافی کے لئے آیات قرآنی کا نزول اوران کا قبول اسلام

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی بن حرب کے پاس اسلام کی

دعوت دینے کے لئے ایک شخص کو بھیجا۔وحشی نے جواب میں یہ پیغام بھجوایا۔

''آپؐ نے اسلام کی دعوت دی لیکن آپؐ خود فرماتے ہیں کہ قاتل۔مشرک زانی دوزخ میں جائیں گے۔اور میں نے یہ سب کام کئے ہیں تو میرے لئے کیا گنجائش ہے''۔اللہ پاک نے یہ آیت (الفرقان۔۷۰) نازل فرمائی

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ .... (الفرقان۔آیت ۷۱)

ترجمہ: ''مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور نیک کام کئے۔سو ان کو بدل دے گا اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور اللہ پاک بخشنے والا مہربان ہے''اس آیت کو سن کر وحشیؓ نے کہا ایمان وعمل وتوبہ کی شرط بہت سخت ہے۔اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ .... (النساء ۴۸)

ترجمہ: بے شک اللہ پاک نہیں بخشتے اس کو جو شرک کرے اور بخشتا ہے اس سے نیچے کے گناہ جس کے چاہے۔

اس پر حضرت وحشیؓ نے کہا مغفرت تو اللہ کے چاہنے پر موقوف ہوگئی پتہ نہیں وہ مجھے بخشیں گے یا نہیں۔ کیا اس کے علاوہ کوئی گنجائش ہے؟ اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ......(زمر ۵۳)

ترجمہ: اے میرے بندوں جنہوں نے اپنی جان پر زیادتی کی ہے۔ناامید نہ ہو اللہ کی مہربانی سے۔بے شک اللہ بخشتا ہے سب گناہ وہی ہے گناہ معاف کرنیوالا مہربان۔

اس پر حضرت وحشی نے فرمایا ہاں یہ ٹھیک ہے اور مسلمان ہوگئے اس پر لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے بھی وہی گناہ کئے ہیں تو کیا ہمارے لئے بھی یہ آیت شریفہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں یہ تمام مسلمانوں کے لئے ہیں۔

11.3 شاعر کعب بن زہیرؓ کے قتل کے احکامات اور پھر معافی حضور ﷺ کی شان میں قصیدہ بانت سعاد

حضرت کعب کے بھائی بحیر بن زہیر مسلمان ہو چکے تھے۔لیکن کعب کو جب خبر ملی تو انہوں نے ایسے

٩

فتح مکّہ کے چند واقعات

اشعار کہے جن میں ابوبکرؓ کی ہجو تھی۔ یہ شاعر تھے اور حضورﷺ کی شان میں گستاخانہ اشعار کہتے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر یہ ان چندلوگوں میں شامل تھے جنکا خون مباح کر دیا گیا تھا۔ اور یہ بھاگ کر طائف پہنچے حضرت بحیر نے اپنے بھائی کو خط لکھا کہ تمہارا خون مباح ہے اور تم کہیں بھاگ کر بچ نہیں سکتے۔ اور جس نے بھی حضورﷺ کے سایہ عفو میں پناہ مانگی اسے مل گئی۔ اس لئے بہتر یہی ہوگا کہ تم مسلمان ہو جاؤ اور حضورﷺ کی خدمت میں آ کر امن طلب کرو۔

چنانچہ حضرت کعبؓ خط پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور مدینہ منورہ اونٹنی پر حاضر ہوئے۔ فجر کی نماز کے بعد کہ ابھی اجالا نہیں ہوا تھا۔ اور صحابہ حضورﷺ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھے تھے اور آپؐ کبھی ایک طرف متوجہ ہوکر بات کرتے اور کبھی دوسری طرف۔ کعبؓ مسجد میں داخل ہوئے اور حضورﷺ کو حلیہ مبارک سے پہچان لیا۔ لوگوں کو پھلانگتے ہوئے عین حضورﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔ اور حضورﷺ کے ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر کہا کہ یا رسول اللہ اگر کعبؓ مسلمان اور تائب ہوکر آپکی خدمت میں آجائے تو کیا آپؐ امن دے دیں گے۔ حضورﷺ نے فرمایا ہاں۔ لیکن تم کون ہو؟ کعب نے کہا کہ میں کعب ہوں اور کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

آپؐ ابوبکر صدیقؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اس نے آپ کے لئے کیا اشعار کہے تھے۔ تو ابوبکرؓ نے شعر پڑھا ترجمہ ”(اپنے بھائی سے) ابوبکرؓ نے تمہیں ایک خراب پیالہ پلایا ہے اور اس غلام نے بار بار پلا کر سیراب کیا ہے“۔ اس پر کعب نے کہا نہیں یا حضورﷺ وہ شعر ایسے تھے

ترجمہ: ابوبکر نے تمہیں ایک لبریز پیالہ پلایا ہے اور اس معتبر شخص نے بار بار پلا کر سیراب کیا ہے۔

حضورﷺ نے کہا واقعی ابوبکرؓ ایک معتبر شخص ہیں اس کے بعد کعبؓ نے حضورﷺ کی شان میں قصیدہ سنایا (کہ آج تک آپکی ہجو کرتا تھا آج اسے دھو دیتا ہوں)۔

روایت ہے کہ کسی شعر پر پہنچ کر حضورﷺ نے اپنی چادر مبارک ان پر ڈال دی یہ چادر امیر معاویہؓ نے بیس ہزار ریال میں خریدی اور خلفاء بنوامیہ خاص خاص موقعوں پر اسے زیب تن کرتے تھے۔ اس قصیدہ کا نام تاریخ میں بانت سعاد آیا ہے۔

فتح مکّہ کے چند واقعات

9.1 حضرت عباسؓ کا ابوسفیانؓ کو حضورﷺ کی خدمت میں لے جانا اور ان کا قبول اسلام

حضورﷺ کے مرالظہران پہنچنے پر جب رات میں کھانا پکانے کے لئے آگ جلی تو اتنے زیادہ چولھے تھے کہ آسمان روشن ہوگیا۔ ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حرام اور بدیل ابن ورقا خبر لینے کے لئے نکلے کہ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ کون لوگ ہیں اور کیا ماجرا ہے۔ گویا دشمن بالکل ہی بے خبر تھا ادھر حضرت عباسؓ پریشان تھے کہ اگر حضورﷺ مکہ میں فاتحانہ داخل ہوتے ہیں اور اہل مکہ نے حضورﷺ سے امن طلب نہ کیا تو قریش ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے۔ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورﷺ کے سفید خچر پر بیٹھ کر چلا تا کہ کوئی مل جائے تو اسے اہل مکہ کے لئے پیغام دوں کہ حضورﷺ کے مکہ مکرمہ میں داخلے سے پہلے امن طلب کرلیں۔ میں جا رہا تھا کہ مجھے ابوسفیان کی آواز نے روک لیا۔ جو اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ میں نے آج تک اتنی بڑی آگ نہیں دیکھی اور نہ اتنا بڑا لشکر دیکھا بدیل کہتا تھا کہ واللہ! یہ آگ قبیلہ خزاعہ کی ہے جو لڑائی کے ارادے سے نکلے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ خزاعہ کی اتنی تعداد نہیں ہے۔ کہ وہ اتنی بڑی آگ جلائیں۔

حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کی آواز پہچان لی اور کہا کہ اے ابوحنظلہ! ابوسفیانؓ نے کہا کہ کیا تم ابوالفضل

ہو؟ ابوسفیانؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اس وقت یہاں تم کیسے؟ اے ابوسفیان! تیرا ناس ہو یہ رسول اللہﷺ کا لشکر ہے۔ واللہ! ہائے قریش کی ہلاکت! ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان! اب بچنے کی کیا صورت ہے۔ میں نے کہا اگر تم گرفتار ہوئے تو تمہاری گردن ضرور اڑا دی جائے گی تم میرے ساتھ اس خچر پر سوار ہو جاؤ تو حضورﷺ کی خدمت میں پیش کر کے تمہیں امن دلوادوں۔ چنانچہ ابوسفیانؓ پیچھے سوار ہو گئے اور میں ابو سفیان کو بہت تیزی سے لے کر واپس چلا۔ مسلمان حضورﷺ کے خچر کو دیکھتے اور پھر یہ کہہ کر کچھ نہ کرتے یہ حضورﷺ کی سواری ہے جس پر ان کے چچا جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت عباسؓ عمر فاروقؓ کی آگ کے پاس سے گذرے تو عمر فاروقؓ نے پوچھا یہ کون ہے؟ اور میرے پاس آ گئے اور ابوسفیان کو پہچان کر کہا کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر اس نے ہم کو تم (ابوسفیان) پر قابو دے دیا اور اس وقت ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی معاہدہ بھی نہیں ہے۔ اور یہ کہہ کر وہ حضورﷺ کی طرف دوڑے اور میں (عباسؓ) نے بھی خچر کی رفتار تیز کی اور عمر فاروقؓ سے پہلے پہنچ گیا۔ آگے جا کر میں خچر سے کود پڑا اور حضورﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ میرے پیچھے عمر فاروقؓ بھی تشریف لے آئے اور پہلے والے جملے دہرا کر کہا کہ آپ کی اجازت ہو تو ابوسفیانؓ کی گردن اڑادوں۔

میں (عباسؓ) نے کہا یا رسول اللہ میں نے اسے (ابوسفیان) پناہ دے دی ہے۔ جب حضرت عمرؓ نے حضورﷺ سے زور دیکر اجازت چاہی تو حضرت عباسؓ نے کہا کہ اے عمرؓ بس کرو اگر یہ بنوعدی بن کعب (عمر فاروقؓ کا قبیلہ) میں سے ہوتے تو تم اتنی باتیں نہ کرتے۔ لیکن تم جانتے ہو یہ بنو عبدالمناف میں سے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے عباسؓ! ٹھہرو مجھے تمہارے اسلام لانے سے جتنی خوشی ہوئی اگر میرے باپ خطاب مسلمان ہوتے تو اتنی خوشی نہ ہوتی اور صرف اس لئے کہ تمہارا اسلام لانا حضورﷺ کیلئے میرے والد کے اسلام لانے سے زیادہ باعث خوشی تھا۔

حضورﷺ نے فرمایا اے عباسؓ تم ان کو اپنی قیام گاہ پر لے جاؤ اور صبح میرے پاس لانا۔ صبح جب ابوسفیان کو حضورﷺ کی خدمت میں لے گیا تو آپؐ نے فرمایا اے ابوسفیان! تیرا بھلا ہو کیا ابھی بھی وقت نہیں آیا کہ تم اللہ کی وحدانیت کی گواہی دو۔ ابوسفیان نے کہا میرے باپ آپؐ پر قربان آپؐ بہت بزرگ صاحب حلم اور لوگوں کو ملانے والے ہیں۔ اب تو مجھے یقین ہوگیا کہ اگر اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہوتا تو میرے کسی کام تو آتا اے ابوسفیان! تیرا بھلا ہو کیا رسالت کی گواہی دینے کا وقت نہیں آیا ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان بہت بزرگ

صاحب علم اور بہت ملانے والے ہیں اس کے بارے میں ابھی تک دل میں کچھ کھٹک ہے۔حضرت عباسؓ نے کہا کہ ابوسفیان! تیرا ناس ہو۔مسلمان ہو جا قبل اس کے کہ تیری گردن ماردی جائے اور یہ کہ تم کلمہ شہادت پڑھ لو۔

اس پر حضرت ابوسفیانؓ نے کلمہ شہادت پڑھ لیا اور مسلمان ہو گئے۔حضرت عباسؓ نے حضورﷺ سے فرمایا کہ ابوسفیان اپنے لئے اعزاز اور افتخار پسند کرتے ہیں آپ انکے لئے خاص اعزاز فرمائیں۔آپ نے فرمایا کہ (ابوسفیان اہل مکہ میں اعلان کردیں) جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو وہ امن میں ہے۔(ابوسفیانؓ نے کہا کہ یہ تو بہت تھوڑے ہونگے) آپؐ نے فرمایا جو اپنے گھر کے دروازے بند کرلے وہ امن سے ہے اور جو حرم میں داخل ہو جائے اسے امن ہے۔جب ابوسفیانؓ واپس ہونے لگے تو حضورﷺ نے فرمایا کہ اے عباسؓ ابوسفیانؓ کو راستے کی اس تنگ جگہ پر کھڑا کردو جہاں پہاڑ کا کچھ حصہ ناک کی طرح سے نکلا ہوا ہے (وہ جگہ پہاڑوں کے درمیان تنگ تھی) تاکہ یہ وہاں سے تمام لشکر کے گذرنے کا نظارہ کرسکیں جب بھی قبائل اپنے جھنڈوں کے ساتھ گذرتے ابو سفیانؓ حضرت عباسؓ سے پوچھتے کہ یہ کونسا قبیلہ ہے۔یہاں تک کہ حضورﷺ لوہے سے لیس سیاہ دستے میں گزرے ان میں مہاجرین اور انصار تھے۔(زرہ بکتر کی وجہ سے) ان کی آنکھوں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ابوسفیان نے کہا سبحان اللہ یہ کون لوگ گذر رہے ہیں۔حضرت عباسؓ نے کہا یہ رسول اللہﷺ اپنے مہاجرین اور انصار کے ساتھ ہیں۔اے عباس! واللہ ان سے مقابلے کی کسی میں ہمت اور قوت نہیں ہے۔آج تو تمہارے بھتیجے کی بادشاہت بڑی عظیم ہے۔میں نے کہا یہ (بادشاہت نہیں) نبوت ہے۔انہوں نے کہا چلو نبوت ہی سہی میں نے کہا اب تم جا کر اپنی قوم کی فکر کرو۔

9.2 حضرت سعاد بن عبادہؓ سے علم لیکر ان کے بیٹے قیس کو دینا

اتنے میں ایک واقعہ اور پیش آگیا کہ سعاد بن عبادہؓ جنکے ہاتھ میں حضورﷺ کا جھنڈا تھا انہوں نے جب وہ ابوسفیانؓ کے پاس سے گذرے تو زور سے کہا

الیوم یوم الملحما

ترجمہ: آج کا دن تو خون ریزی کا دن ہے (آج کے دن حرم مکہ کی حرمت اٹھالی جائیگی، آج اللہ تعالیٰ قریش کو ذلیل کرینگے)

ابوسفیان یہ نعرہ سن کر پریشان ہو گئے اور حضورﷺ جب آپ کے سامنے سے گذرے تو ابوسفیانؓ نے حضورﷺ کو پکار کر کہا کہ یارسول اللہﷺ! کیا آپ نے اپنی قوم کے قتل کا حکم دے دیا ہے؟ سعد نے گزرتے ہوئے یوں کہا ہے۔میں آپؐ کو اپنی قوم کے بارے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔آپؐ تو سب سے زیادہ نیک اور سب سے زیادہ ملانے والے ہیں۔حضرت عثمانؓ اور عبدالرحمٰن ابن عوفؓ نے کہا یا حضورﷺ! ہمیں ڈر ہے کہ کہیں سعدؓ قریش پر حملہ نہ کردیں۔حضورﷺ نے فرمایا اے ابوسفیان آج تو رحم کرنے کا دن ہے (الیوم یوم المرحمۃ) آج اللہ تعالیٰ قریش کو عزت دیں گے پھر حضور نے حضرت سعادؓ کے پاس آدمی بھیج کر انہیں معزول کردیا اور فرمایا کہ جھنڈا قیس بن سعد کو دے دیا جائے۔لیکن حضرت سعدؓ نے فرمایا جب تک حضورﷺ کی طرف سے کوئی نشانی نہیں آئیگی وہ جھنڈا نہیں دینگے حضورﷺ نے ان کے پاس اپنی پگڑی بھیج دی جسے پہچان کر انہوں نے جھنڈا اپنے بیٹے قیس کو دے دیا۔

9.3 ہندہ بنت عتبہ کا اپنے شوہر ابوسفیان پر غصہ

ابوسفیانؓ مکہ پہنچے اور اونچی آواز میں اعلان فرمایا

"اے قریش! یہ محمدﷺ تمہارے شہر میں اتنا بڑا لشکر لے کر آرہے ہیں جس کا تم مقابلہ نہیں کرسکتے لہذا جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو وہ امن سے ہے" اس پر ابوسفیان کی بیوی ہندہ بنت عتبہ (غصہ میں آگئی) اور ان کی مونچھیں پکڑ کر کہنے لگی اس کالے کلوٹے کمینہ کو قتل کردو کہ یہ تو بڑی بری خبر لانے والا ہے۔ابوسفیانؓ نے کہا تمہارا ناس ہو۔تم اس عورت کی باتوں میں نہ آنا حقیقت وہی ہے جسکی میں نے خبر دی ہے۔لوگوں نے کہا تیرا ناس ہو! کیا تمہارا گھر ہم سب کو کافی ہو جائیگا؟ انہوں نے کہا اور جو اپنا دروازہ بند کرلے گا اسے بھی امن ہے اور جو حرم میں داخل ہو وہ بھی امن میں ہے یہ سن کر تمام لوگ مسجد حرم اور اپنے گھروں کو دوڑ پڑے۔"

9.4 حکیم بن حزامؓ اور بدیل بن ورقاؓ کا ابوسفیانؓ سے پہلے ایمان لانا

ابوسفیانؓ کے دونوں ساتھی حکیم بن حرام اور بدیل بن ورقاؓ انکے پیچھے حضورﷺ کی خدمت میں پہنچے

حکیمؓ کو اپنے ایمان اور عکرمہ کی حالت کفر کا احساس تھا اس لئے آپ دوران سفر ان سے علیحدہ رہیں، یہاں تک کہ مکہ مکرمہ پہنچ گئے حضورﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ عکرمہ تمہارے پاس مومن اور مہاجر بن کر پہنچنے والے ہیں۔ آئندہ ابوجہل کو برا بھلا نہ کہنا۔ کیونکہ مرے ہوئے کو برا کہنے سے اسکے زندہ رشتہ داروں کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ اس مردہ تک نہیں پہنچتا۔

عکرمہ کے آنے پر حضورﷺ ان کی طرف بڑھے اور جلدی کی وجہ سے چادر مبارک شانوں سے ڈھلک گئی۔ کیوں کہ ان کے آنے پر حضورﷺ بہت خوش تھے۔ پھر حضورﷺ تشریف فرما ہوئے اور وہ کھڑے رہے اس حال میں کہ شرم سار تھے۔ اور ان کی بیگم بھی ساتھ نقاب اوڑھے کھڑی تھیں انہوں نے کہا اے محمدﷺ! میری اہلیہ کہتی ہیں کہ آپؐ نے مجھے امن دیدیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ یہ سچ کہتی ہے۔ پھر حضورﷺ نے اسلام کی دعوت دی۔

حضرت عکرمہؓ نے کہا کہ آپؐ اسلام سے پہلے بھی ہم میں سب سے زیادہ سچے اور نیکوکار تھے۔ پھر عکرمہؓ نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ آپؐ ان کے اسلام سے بہت خوش ہوئے۔ عکرمہؓ نے کہا مجھے کوئی بہترین ورد عطا فرمائیں۔ حضورﷺ نے کہا **اشھد ان لا الہ الا اللہ ان محمد عبدہ و رسولہ** پڑھا کرو پھر آپ نے مزید کی درخواست کی تو حضورﷺ نے فرمایا کہ یہ کہو کہ ''میں اللہ تعالیٰ اور تمام حاضرین کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں مسلمان۔ مجاہد اور مہاجر ہوں''۔ حضرت عکرمہؓ نے کہا۔ حضورﷺ نے (خوش ہوکر) فرمایا آج تم جو بھی ایسی چیز مانگو گے جو میں دے سکتا ہوں وہ میں تمہیں ضرور دونگا۔ حضرت عکرمہؓ نے درخواست کی کہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں نے آپؐ کے ساتھ جو دشمنیاں کی ہیں جو سفر کئے ہیں اور جو جنگیں لڑی ہیں۔ اور آپؐ کے لئے آپؐ کے سامنے یا آپ کے پیچھے جو نازیبا باتیں کی ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو معاف کردیں۔ چنانچہ انہیں الفاظ کے ساتھ حضورﷺ نے دعا کی حضرت عکرمہؓ نے کہا حضورﷺ میں اب خوش ہوگیا۔ اور کہا واللہ! اب جو کچھ میں نے آپؐ کے خلاف کیا ہے اب اس سے دوگنا خرچ کرونگا اور اس سے دگنی جنگیں لڑونگا۔ چنانچہ جنگ قادسیہ میں حضرت عکرمہؓ شہید ہوئے۔ حضورﷺ نے تجدید نکاح کے بغیر ہی پہلے نکاح کی بنیاد پر امِ حکیم کو ان کے نکاح میں باقی رکھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت عکرمہؓ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائیں۔ آمین

9.8 صفوان بن امیہ کی روپوشی اور حضورﷺ کا امان دینا اور قبول اسلام

عبداللہ بن زبیر کی روایت ہے۔

حضرت بغموم بنتِ معدؓ زوجہ صفوان بن امیہ فتح مکّہ کے دن مسلمان ہوئیں جبکہ صفوان بن امیہ مکّہ سے فرار ہوکر ایک گھاٹی میں روپوش ہوگئے یہ ابھی کافر تھے۔ ان کا غلام یسار بھی ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے کہا کہ دیکھو یہ کون شخص آرہا ہے۔ اس نے کہا یہ عمیر بن وھبؓ (زمانہ جاہلیت میں ان کا ساتھی اور دوست) آرہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں عمیر کے ساتھ کیا کروں؟ واللہ یہ تو مجھے قتل کرنے کے لئے آرہا ہے۔ اس نے میرے خلاف محمدﷺ کی مدد کی ہے اتنے میں عمیر پہنچے تو صفوان نے کہا افسوس اتنا سب تم نے میرے ساتھ کیا پھر بھی تمہیں چین نہ آیا۔ اور تمہارے قرض اور اہل وعیال کی ذمہ داری میں نے پوری کی پھر بھی تم مجھے قتل کرنے آگئے۔

حضرت عمیرؓ نے کہا اے ابووہب! (یہ صفوان کی کنیت ہے) میں تم پر قربان میں تمہارے پاس ایسی ہستی کے پاس سے آرہا ہوں جو لوگوں میں سب سے زیادہ نیک اور جوڑنے والے ہیں۔ صفوان کے پاس آنے سے پہلے عمیرؓ نے حضورﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ میری قوم کا سردار (صفوان) سمندر میں چھلانگ لگانے کے لئے بھاگ گیا ہے چونکہ وہ خوف زدہ ہے کیا اسے آپؐ امن نہیں دیں گے۔ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان آپؐ اسے امن دے دیں۔ حضورﷺ نے فرمایا میں نے اسے امن دے دیا عمیرؓ نے صفوان سے کہا کہ تمہیں حضورﷺ امن دے چکے ہیں۔

صفوان نے کہا واللہ! میں تمہارے ساتھ مکّہ نہیں جاؤنگا جب تک تم حضورﷺ کی ایسی نشانی نہ لاؤ جسے میں پہچانتا ہوں۔ عمیرؓ واپس حضورﷺ کی خدمت میں آئے اور ماجرا سنایا۔ حضور پاکﷺ نے فرمایا یہ میرا عمامہ لے جاؤ۔ یہ دھاری دار چادر تھی جسے حضورﷺ سر پر باندھے ہوئے مکّہ میں داخلہ ہوئے تھے اور سب ہی نے اسکا نظارہ کیا تھا۔ چنانچہ عمامہ لے کر عمیرؓ پھر سے صفوان کی تلاش میں نکلے اور اسے بتادیا کہ حضورﷺ سے زیادہ کوئی بردبار نیک نہیں ان کی شرافت تمہاری شرافت اور انکی عزت تمہاری عزت اور ان کا ملک تمہارا ملک ہے تمہارے ہی خاندان کے ہیں۔

صفوان نے کہا مجھے اپنے قتل ہونے کا خوف ہے۔ عمیرؓ نے کہا حضورﷺ تمہیں اسلام کی دعوت

اور مسلمان ہو گئے حضورﷺ ان سے مکہ کے حالات پوچھتے رہے۔ یہ اسی رات کا ذکر ہے جب ابوسفیان حالت کفر میں حضرت عباسؓ کے خیمہ میں تھے۔ یہانتک کہ فجر کی اذان ہوئی اور سب لوگ نماز فجر کیلئے جمع ہونا شروع ہوئے۔ ابوسفیانؓ نے گھبرا کر پوچھا کہ اے عباسؓ آپ لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت عباسؓ نے کہا کہ یہ مسلمان حضور پاکﷺ کا انتظار کر رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کیا حضورﷺ جس بات کا حکم دیتے ہیں یہ اسی کو کرنے لگتے ہیں۔ حضرت عباسؓ نے کہا ہاں اگر حضورﷺ ان کو کھانے پینے سے روک دیں تو بھی یہ ان کی فرمانبرداری کرینگے۔

9.5 سہیل بن عمروؓ پر حضورﷺ کی نظر کرم اور انکا ایمان لانا

حضرت سہیل بن عمروؓ (جنہوں نے صلح حدیبیہ کا معاہدہ کیا تھا) فرماتے ہیں کہ جب حضورﷺ مکّہ میں داخل ہو گئے اور اہل مکّہ پر غالب آ گئے تو میں اپنے گھر میں گھس گیا اور دروازہ بند کر لیا۔ اور اپنے بیٹے کو حضورﷺ کی خدمت میں امن کی درخواست کے ساتھ بھیجا چونکہ خطرہ تھا کہ مجھے قتل کر دیا جائے گا عبداللہؓ نے حضورﷺ کی خدمت میں اس کی درخواست پیش کی جو قبول ہوئی اور حضورﷺ نے کہا وہ اللہ تعالیٰ کے امن میں ہیں اور گھر سے باہر نکل آئیں۔ پھر حضورﷺ نے اپنے صحابہؓ سے کہا تم میں سے کوئی سہیلؓ کو گھور کے بھی نہ دیکھے میری عمر کی قسم! سہیل تو بڑی عقل اور شرافت والا ہے۔ سہیل جیسا شخص اسلام سے ناواقف رہ سکتا ہے؟ اور اب تو وہ دیکھ چکا ہے۔ کہ جس راستے پر ہے وہ بے فائدہ ہے۔ حضرت عبداللہؓ نے والد کو سارا ماجرا سنا دیا سہیلؓ نے کہا کہ حضورﷺ بچپن میں بھی نیک تھے اور بڑے ہو کر بھی نیک ہیں چنانچہ حضورﷺ کے پاس آنا جانا رہا اور ابھی وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ حالت شرک میں ہی وہ حضورﷺ کے ساتھ غزوہ حُنین میں شریک ہوئے۔ یہانتک کہ جعرانہ میں مسلمان ہوئے۔ اس دن حضورﷺ نے مال غنیمت سے سو اونٹ عنایت فرمائے۔ (آپ بہترین مقرر تھے اور حضور پاکﷺ نے آپ کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا)

9.6 اہل مکہ کے لئے حضورﷺ کا اعلان عفو و درگزر

ایک روایت میں آیا ہے کہ آپؐ کعبہ میں داخل ہوئے اور اس کے دروازے کو پکڑ کر آپؐ نے فرمایا۔ تم (میرے بارے میں) کیا کہتے ہو اور کیا گمان رکھتے ہو؟ اہل مکّہ صحنِ حرم میں جمع تھے۔ انہوں نے کہا ہم یہ کہتے ہیں

کہ ہمارے بھتیجے اور چچا زاد بھائی ہیں اور بڑے بردبار اور مہربان رحم کرنے والے ہیں اور انہوں نے یہ بات تین بار کہی (یہ بھی آیا ہے کہ آپؐ کرم فرما بھائی ہیں اور کرم فرما بھائی کے بیٹے ہیں اور اب آپؐ ہم پر قابو پا چکے ہیں)
آپؐ نے جواب دیا کہ میں بھی تم کو وہی کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ سلام نے (اپنے بھائیوں سے) کہا تھا۔

قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۔۔۔ (یوسف۔ آیت ۹۱)

ترجمہ: تم پر آج کچھ الزام نہیں۔ اللہ تم کو معاف فرمائے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ (آپ کی یہ بات سن کر) اہل مکہ مسجد حرام سے اتنے خوش نکلے جیسے انہیں قبروں سے نکالا گیا ہو۔ اور پھر وہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

9.7 زوجۂ عکرمہؓ کا حضورﷺ سے ان کیلئے امان حاصل کر کے ساحل جدّہ سے واپس لانا اور عکرمہؓ کا قبول اسلام

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی روایت ہے۔

فتح مکّہ کے دن عکرمہ کی اہلیہ امّ حکیمؓ بنت حارث مسلمان ہو گئیں۔ انہوں نے حضورﷺ سے درخواست کی کہ یارسول اللہ عکرمہ اس خوف سے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں گے یمن فرار ہو گئے ہیں۔ آپؐ ان کو امن دے دیں۔ حضورﷺ نے فرمایا انہیں امن ہے۔ اپنے ساتھ رومی غلام لے کر عکرمہ کی تلاش میں نکلیں۔ جب وہ عکرمہ کے پاس پہنچے تو وہ تہامہ کے ایک ساحل پر پہنچ کر کشتی میں سوار ہو چکے تھے۔ اور (ہو سکتا ہے طوفان کے خطرہ کے پیش نظر) کشتی بان ان سے کہہ رہا تھا کہ کلمہ اخلاص سے پڑھ لو۔ عکرمہ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا لا الہ الا اللہ۔ عکرمہ نے کہا اسی کلمہ سے تو بھاگ کر یہاں آیا ہوں۔ اتنے میں امِ حکیم وہاں پہنچ گئیں اور (کپڑا اہلا کر) ان کی طرف اشارہ کیا۔ اور (وہ جب انکی طرف متوجہ ہوئے) کہا کہ اے میرے چچا زاد بھائی میں تمہارے پاس اسی ذات کے پاس سے آ رہی ہوں جو سب سے زیادہ ملانے والے ہیں اور سب سے زیادہ نیکی کرنے والے اور سب سے زیادہ بہترین انسان ہیں اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو۔ یہ سن کر عکرمہ رک گئے اور ان کے پاس واپس پہنچ گئے انہوں نے کہا میں تمہارے لئے رسول اللہﷺ سے امن لے چکی ہیں جب عکرمہ کو یقین آ گیا تو پھر ان کے ساتھ مکہ عکرمہ واپس لوٹ گئے چوں کہ امّ

دے رہے ہیں اور اگر تم مسلمان نہ ہونا چاہو تو تمہیں دو ماہ کی مہلت بھی دے دی ہے۔ حضرت عمیرؓ نے وہ عمامہ نکال کر بتایا جس پر صفوان نے کہا کہ ہاں یہی وہ عمامہ ہے جسے پہن کر حضور ﷺ مکّہ میں داخل ہوئے تھے۔

چنانچہ حضرت عمیرؓ صفوان کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو اس وقت حرم میں حضور پاک ﷺ نمازِ عصر کی امامت کر رہے تھے۔ حضور نے سلام پھیرا تو صفوان نے بلند آواز سے کہا کہ اے محمد ﷺ عمیرؓ میرے پاس آپ کا عمامہ لائے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپؐ نے دو ماہ کی مہلت مجھے دی ہے حضور ﷺ نے فرمایا اے ابووہب سواری سے نیچے اترو۔ انہوں نے کہا اسوقت تک نہ اترونگا جب تک آپ صاف الفاظ میں بیان نہ فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا دو ماہ چھوڑو تمہیں چار ماہ کی مہلت ہے۔ چنانچہ صفوان اتر آئے پھر حضور ﷺ کے ساتھ ہوازن کی طرف صحابہؓ کے لشکر کے ساتھ سفر کیا اس جنگ میں حضور ﷺ کو ۱۰۰ سو زرہیں مع ساز و سامان کے بطور عاریت دیں لیکن ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا آپؐ مجھ سے یہ زرہیں میری خوشی سے لینا چاہتے ہیں یا زبردستی حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم بطور عاریت لینا چاہتے ہیں جو واپس کر دیں گے۔ چنانچہ یہ زرہیں عاریتاً دے دیں اور سواری پر لاد کر حنین لے گئے اور غزوہ حنین و طائف میں شریک رہے۔ پھر وہاں سے حضور ﷺ جعرّانہ تشریف لائے تو جعرّانہ کی تمام گھاٹی۔ جانوروں، بکریوں اور چرواہوں سے بھری ہوئی تھی۔ صفوان حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ بھی دیکھ رہے تھے کہ صفوان یہ مالِ غنیمت دیکھ کر حیرت زدہ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں آپؐ نے فرمایا یہ گھاٹی اور اس کا مالِ غنیمت تمہارا ہے۔

یہ سن کر صفوانؓ نے کہا اتنی عظیم سخاوت کی ہمّت صرف نبی ہی کر سکتا ہے اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ حضرت صفوانؓ اور حضرت عمیرؓ پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔

حضور ﷺ نے جو زرہیں عاریتاً لی تھیں وہ واپس کر دیں اس میں سے کچھ ضائع ہو گئیں حضور ﷺ نے انکی قیمت ادا کرنا چاہی تو صفوانؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! آج تو میرے دل میں اسلام کا شوق ہے (مال لینے کا نہیں)

9.9 حویطب اور عبدالعزیٰ کی روپوشی اور ابوذرؓ کا انہیں خدمتِ اقدس میں حاضر کرنا

حضرت منذر بن جہم روایت کرتے ہیں کہ حضرت حویطبؓ نے خود یہ واقعہ بیان فرمایا۔ ''جب حضور ﷺ مکّہ میں داخل ہو گئے تو میں اپنے اہل و عیال کو مختلف گھروں میں تقسیم کر کے خود عوف کے باغ میں

روپوش ہو گیا۔ میں ان لوگوں میں سے تھا کہ جب حضور ﷺ عمرۂ قضا کے لئے تشریف لائے تھے تو انہیں مکّہ مکرّمہ میں صرف تین دن رہنے کی اجازت دی چنانچہ میں اور سہیلؓ حضور ﷺ کی خدمت میں گئے اور کہا کہ شرط کے مطابق تین دن پورے ہونے کو ہیں اس لئے آپ ہمارے شہر (مکّہ) سے چلے جائیں۔ آپؐ نے فرمایا اے بلال (اعلان کر دو) کہ جتنے مسلمان ہمارے ساتھ آئے ہیں وہ سورج غروب ہونے سے پہلے مکّہ مکرّمہ سے نکل جائیں۔ صلح حدیبیہ میں صلح نامہ کا میں آخری گواہ تھا۔

آج حضور ﷺ مکّہ میں تھے اور حویطب اور سہیل فرار تھے۔ ایک دن حضرت ابوذر غفاریؓ اچانک آگئے۔ میری ان سے پرانی دوستی تھی۔ لیکن میں ان کو دیکھتے ہی بھاگ کھڑا ہوا۔ انہوں نے مجھے پکارا اور روکا چنانچہ میں ان کے پاس واپس آ گیا۔ انہوں نے کہا کہ اپنے گھر جاؤ۔ لیکن میں نے کہا کہ گھر پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا جاؤں گا یا پھر کوئی گھر میں گھس کر مجھے قتل کر دے گا۔ لیکن حضرت ابوذر کے کہنے پر تمام اہل و عیال کو ایک جگہ جمع کیا اور حضرت ابوذرؓ ان کے ساتھ انہیں گھر چھوڑنے گئے۔ ابوذرؓ راستہ میں بلند آواز سے کہتے جاتے کہ حویطب کو امان مل چکی ہے انہیں کوئی نہ چھیڑے۔

ابوذرؓ انہیں گھر پہنچا کر حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے سارا ماجرا سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ سوائے جن کے قتل کا حکم دے چکا ہوں کیا ان کے علاوہ تمام لوگوں کو امن نہیں مل چکا؟ حضرت حویطبؓ کو اس بات سے اطمینان ہوا۔ حضرت ابوذرؓ پھر میرے پاس آئے اور اسلام قبول کرنے کیلئے کہا۔ چنانچہ ابوذرؓ کے ساتھ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور حضور ﷺ اس وقت بطحاء میں تھے اور ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ بھی آپ کے ساتھ آئے تھے۔ میں نے ابوذرؓ سے پوچھا کہ حضور پاک ﷺ کو سلام کس طرح کرتے ہیں انہوں نے جس طرح بتایا تھا میں نے اسی طرح سلام کیا۔

السلام علیك ایّها النبی ورحمة الله و برکاته

آپؐ نے جواب میں وعلیک السلام اے حویطب فرمایا۔ میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور ﷺ میرے اسلام لانے سے بہت خوش ہوئے۔ آپؐ نے مجھ سے کچھ قرض مانگا میں نے چالیس ہزار درہم قرض دیئے اور آپؐ کے ساتھ غزوہ حنین اور طائف میں شرکت کی۔ آپؐ

نے حنین کے مال غنیمت سے سواونٹ عطا فرمائے۔

حضرت حویطبؓ فرماتے ہیں کہ کافروں کی طرف سے جنگ بدر میں موجود تھا اور اپنی آنکھوں سے آسمان سے فرشتوں کو اترتے دیکھا جو کافروں کو قتل اور گرفتار کر رہے تھے۔ میں نے کہا کہ حضورﷺ کی حفاظت کا مستقل غیبی نظام ہے۔ (اپنے کفر کی وجہ سے) میں نے اس بات کا کسی سے تذکرہ نہیں کیا۔

9.10 حارث بن ہشام اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو امّ ہانیؓ کی پناہ اور حضورﷺ سے جان بخشی کی سفارش

فتح مکّہ کے دن حارث اور عبداللہ بن ابی ربیعہ دونوں حضرات امِ ہانی بنت ابی طالبؓ کے پاس پناہ کیلئے آئے جو انہوں نے دے دی۔ جناب علیؓ وہاں تشریف لائے ان کی نظر پڑی تو تلوار لے کر ان پر وار کیا۔ لیکن ام ہانی انہیں بچانے کیلئے بیچ میں آگئیں اور پھر حضرت علیؓ سے لپٹ گئیں اور فرمایا کہ تمام لوگوں میں سے تم ہی میرے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہو۔ پہلے مجھے مارو پھر ان کو قتل کرنا۔ جناب علیؓ رک گئے اور کہا کہ تم مشرکوں کو پناہ دیتی ہو۔

حضرت ام ہانیؓ حضورﷺ کے پاس گئیں اور سارا قصہ سنایا کہ میں نے اپنے دونوں دیوروں کو پناہ دی تھی اور ان کا تو کیا میرا بچنا مشکل ہو گیا تھا۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ علیؓ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اور تم نے جس کو پناہ دی ہم نے اس کو پناہ دی اور جسے تم نے امن دیا ہم نے اسے امن دیا۔ یہ سن کر وہ دونوں اپنے گھر چلے گئے۔ لوگوں نے آ کر حضورﷺ سے کہا کہ یہ دونوں بڑے اطمینان سے زعفران والی چادریں پہنے اپنی مجلس میں بیٹھے ہیں۔ حضورﷺ نے فرمایا تم ان کا کچھ نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ ہم نے ان کو امن دے دیا ہے (ابھی وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے)

حضرت حارث سوچتے رہے کہ حضورﷺ نے مجھے مشرکین کی ہر لڑائی میں دیکھا ہے۔ جب آپ کی نظر مجھ پر پڑیگی تو بہت شرمندگی ہو گی لیکن پھر خیال آیا کہ آپ بہت ہی نیک اور رحم دل ہیں یہ سوچ کر میں آپ کی مجلس کے لئے چل پڑا۔ جب پہنچا تو آپ مسجد حرام میں داخل ہو رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر آپ بہت خندہ پیشانی سے پیش آئے اور میرے لئے رک گئے۔ میں نے آپ کو سلام کیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ حضورﷺ نے فرمایا تمام حمد اللہ کے لئے ہے جس نے تم کو ہدایت دی۔ تم جیسے انسان کو اسلام سے ناواقف نہیں رہنا چاہئے تھا۔

9.11 انصار کے خدشات اور حضورﷺ کا جواب

یہ پہلا واقعہ ہے جو مکہ مکرمہ میں پیش آیا اسی نوعیت کا دوسرا واقعہ غزوہ حنین کے بعد پیش آیا تھا۔

آپؐ صفا پہاڑ پر تھے اور انصار نیچے کھڑے تھے۔ یہاں سے بیت اللہ نظر آتا تھا حضورﷺ ہاتھ اٹھا کر دعا اور ذکر میں مشغول تھے۔ انصار ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ حضورﷺ پر اپنے وطن کی محبت اور اپنے خاندان کی شفقت غالب آ گئی تو ان اہل مکّہ کی شدید ایذا رسانی کے بعد بھی آپ نے انہیں قتل نہیں کیا۔ شاید اب وہ مدینہ منورہ چھوڑ کر مکہ میں واپس تشریف لے آئیں اتنے میں آپ پر وحی نازل ہونے لگی اور آپؐ پر وحی کا نزول ہم سے پوشیدہ نہیں رہا کرتا تھا۔ اور دوران وحی ہم میں سے کوئی آپ کو نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جب نزول وحی اختتام کو پہنچی تو آپؐ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا اے جماعت انصار کیا تم نے یہ کہا ہے۔ مجھ پر اپنی بستی کی محبت اور خاندان کی شفقت غالب آ گئی ہے؟ انصار نے کہا یا رسول اللہﷺ ہم نے کہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا پھر میرا کیا نام رکھا جائیگا؟ بے شک میں اللہ کا بندہ اور اسکا رسول ہوں (جو اللہ تعالیٰ مجھ سے فرمائیں گے وہی کرونگا) میں نے اللہ کی نسبت پر تمہاری طرف ہجرت کی ہے اب زندگی تمہارے ساتھ گزارونگا اور تمہارے ہاں ہی اس دنیا سے پردہ کرونگا۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا) اس پر انصار خوشی سے روتے ہوئے آپؐ کی طرف لپکنے لگے واللہ! ہم نے یہ بات صرف اس لئے کی تھی تاکہ اللہ اور اس کے رسول ہمارے ہی رہیں حضورﷺ نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول تمہیں سچا سمجھتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔